REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. V. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P.G.-DP. 3.

جلد ۳۷ — شمارہ ۴۵

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۵۰ روپے
ششماہی ۲۵ روپے
ممالک غیر ۱۰۰ روپے
بذریعہ ہوائی ڈاک
فی پرچہ ایک روپیہ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۹ ہجری — ۱۰ نبوت ۱۳۶۷ ہش — ۱۰ نومبر ۱۹۸۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۰ نبوت ۱۰ نومبر۔ سیدنا حضرت اقدس امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیر اشاعت کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

احباب کرام التزام کیساتھ اپنے دلی وجان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرام ہونے کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

* مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور دیگر درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیریت و عافیت سے ہیں۔

خطبہ جمعہ

جنرل ضیاء الحق صاحب کی موت بذات خود ہرگز کسی خوشی کا موجب نہیں

اصل واقعہ یہ ہے کہ ہمارے دعوے کی سچائی اس بات میں مضمر ہے کہ خدا تعالیٰ نے

حال ہی میں دو نشان دکھائے ہیں۔ ایک دشمن کی زندگی کا اور ایک دشمن کی موت کا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹ ظہور ۱۳۶۷ ہش / ۱۹ اگست ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

> محترم عبدالعمید صاحب غازی اسٹ گرین ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر علیناً اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا:

پنجابی زبان کے ایک صوفی منش اور پنجابی عوام میں مقبول شاعر میاں محمد بخش صاحب کے ایک شعر کا مصرع ہے کہ ؎

دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے سجناں وی مر جانا

پنجابی کے اس ایک چھوٹے سے مصرعے میں بڑی حکمت بیان کی گئی ہے اور جہاں تک مومن کی تربیت کا تعلق ہے جو قرآن اور سنت نے کی ہے۔ اس میں یہ بات بہت اچھی طرح داخل ہے۔ اور مومن کے مزاج کا حصہ بنادی گئی ہے کہ کسی کی موت پر، کسی کے غم پر خوشی نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن اس کے باوجود بعض ایسے مواقع آتے ہیں کہ بعض خوشیوں کا موت سے تعلق بن جاتا ہے۔ فی ذاتہ موت خوشی کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس کے پیچھے کوئی اور حکمت کار فرما ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو خوب کھول کر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ

(الروم: ۵، ۶)

کہ آج کے دن مومن بہت خوش ہیں۔ اس لئے نہیں کہ کسی کو شکست ہوئی ہے یا کوئی مارا گیا۔ بنصر اللہ اس لئے کہ خدا کی نصرت ان کی مدد کو آئی ہے۔

پس

جنرل ضیاء الحق صاحب کی موت

بذات خود ہرگز کسی خوشی کا موجب نہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہمیں ان کے پس ماندگان سے بھی ہمدردی ہے اور ان کے ساتھ مرنے والوں کے پسماندگان سے بھی ہمدردی ہے۔ اور میں نے جماعت احمدیہ کے سربراہ کی حیثیت سے ان کو تعزیت کا پیغام بھی بھجوایا ہے اور میں بلا تردد یہ کہہ سکتا ہوں کہ میرے دل میں ان پسماندگان کے لئے رحم تو ہے کسی قسم کی شوخی یا تمسخر یا مفاخرت کا کوئی جذبہ نہیں۔ اور یہی حال میں جماعت احمدیہ کا دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی حال جماعت احمدیہ کا ہے۔ خوشی بھی ہے اور ہم ہرگز اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مومن کسی قسم کی مداہنت کی خاطر جھوٹ نہیں بول سکتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ تمام عالم میں آج احمدیوں کے دل راضی ہیں اور بہت خوش ہیں۔

کیوں خوش ہیں؟

اس لئے نہیں کہ کوئی "الف" مرا یا "ب" مرا۔ اس لئے خوش ہیں بنصر اللہ کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اللہ کی نصرت کو آتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔ جس کے انتظار میں وہ دن گن گن کر تے تھے۔ اس نصرت کو انہوں نے

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

سورج کی طرح روشن ،

آسمان سے نازل ہوتے ہوئے دیکھ لیا ہے اور یہ وہ تاریخی دور ہے جس میں سے آج ہم گذر رہے ہیں۔ اس دور میں سے گذرنا ایک ایسی سعادت ہے جو قوموں کو قسمت کے ساتھ نصیب ہوا کرتی ہے۔ ایک ایسا نشان ظاہر ہوا ہے کہ جن لوگوں نے اس نشان کو دیکھا ہے ان کی نسلیں ہمیشہ فخر سے یاد کیا کریں گی کہ ہمارے آباء و اجداد کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا یہ عظیم الشان نشان ظاہر ہوا تھا۔

پس ہماری خوشی ہرگز کسی کی موت یا دُکھ سے وابستہ نہیں ہے اس خوشی کے باوجود ہمیں ان کی تکلیفوں کا احساس بھی ہے اور دُکھ بھی ہے۔ مومنوں کے برعکس جو لوگ ایمان کی حلاوت سے آشنا نہیں ہوتے۔ جن کو قرآن اور سنّت کی صحیح تربیت حاصل نہیں ہوتی اُن کے ردِّ عمل اس سے مختلف ہوا کرتے ہیں۔ وہ دشمن کی چھوٹی سی غمی پر بغلیں بجاتے اور ناچتے اور تمسخر کرتے ہیں اور اس کی چھوٹی سی خوشی پر نڈھال ہو جاتے ہیں گویا ان پر موت وارد ہوگئی ہے۔

آج یہ بالکل برعکس صورت حال، احمدیوں کے دشمنوں کی ہے۔ اس واقعہ یہ ہے کہ ہمارے دعویٰ کی سچائی اس بات میں مضمر ہے کہ خدا تعالیٰ نے دونوں ہی میں

دو نشان دکھائے ہیں

ایک، دشمن کی زندگی کا۔ اور ایک دشمن کی موت کا۔ جب ہم نے خدا کی طرف سے دشمن کی زندگی کا نشان دیکھا تب بھی ہم خوش ہوئے۔ اور جب ہم نے اپنے مولیٰ کی طرف سے دشمن کی موت کا نشان دیکھا تب بھی ہم خوش ہوئے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی نصرت کے نشان پر خوش ہوئے۔

کسی کی موت اور زندگی سے ہماری خوشیوں کا کوئی تعلق نہیں

اس کے برعکس وہ لوگ جن کے گمشدہ مولوی (اسلم قریشی ۔ ناقل) سے ذاتی تعلقات تھے جو شور مچا رہے تھے کہ اس کی موت کا غم ہمیں ہلاک کر رہا ہے جب تک ہم اس کے خون کا بدلہ نہ لیں ہمیں چین نہیں آئے گا۔ اس کی زندگی کی خوشی کی خبر سنتے ہی ان پر موت طاری ہوگئی۔ ہر طرف اپنا تھا جیسے سوگ کا عالم ہو۔

جھوٹے کی یہ پہچان ہوا کرتی ہے۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ نے جھوٹوں اور سچوں میں امتیاز کر کے دکھا دیا کرتا ہے۔

آج یہ علماء جو جنرل ضیاء کی موت پر صدمے کا اظہار کر رہے ہیں یہ وہی ہیں جو کل تک ان کو گالیاں دے رہے تھے۔ اس لئے ان کے اس ردِّ عمل نے بتا دیا کہ ان کو موت کا صدمہ نہیں۔ بلکہ ان کو اس بات کا صدمہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک نشان احمدیت کے حق میں ظاہر ہوگیا ہے

ان کے چہروں پر اس کی سیاہی پھر گئی ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قرآن کریم اور سنّت سے تربیت یافتہ ہے۔ اور جو لوگ قرآن کریم اور سنّت سے تربیت یافتہ نہیں ان میں اور ہمارے درمیان ایک ایسا امتیاز ہے، ایک ایسا فرق ہے جو ہر آزمائش کے وقت روشن ہو کر ظاہر ہوگا۔ اور کبھی کوئی صاحب بصیرت ایسا فرق کو محسوس کئے بغیر رہ نہیں سکتا چنانچہ ان دونوں واقعات پہ آپ جماعت احمدیہ کا ردِّ عمل بھی دیکھ لیجئے اور جماعت احمدیہ کے مخالفین کا ردِّ عمل بھی دیکھ لیجئے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہم سچے ہیں۔ ہمارا ظاہر بھی سچا ہے اور ہمارا باطن بھی سچا ہے۔ اور ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہیں اور وہی ہماری خوشیوں کا موجب ہے۔ اگر وہ رضا ہمیں نصیب نہ رہے

تو وہ ہمارے لئے مصیبت کا دن ہوگا۔ اور خدا کرے کہ ہم ہمیشہ خدا کی رضا کی زندگی کے ساتھ زندہ رہیں۔

اس ضمن میں، میں ایک یہ بات بھی خوب اچھی طرح آپ پر کھول دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس واقعہ کا جو نتیجہ منتظر ہے اُس سے بھی جماعت احمدیہ کی سچائی ظاہر ہوتی ہے۔ ہمیں ہرگز شوق نہیں تھا کہ جنرل ضیاء الحق صاحب خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نشانہ بنیں۔ چنانچہ ان کو مسلسل بار بار خوب کھلے لفظوں میں تنبیہ کی گئی۔ بلکہ میں نے توجہات کے رستے بھی بتائے کہ اچھا! اگر آپ کے دل میں ذرا بھی خدا کا خوف ہو اور شرم کے مارے اپنی وجاہت اور دنیا کے مرتبے کی خاطر جو حیاء ہے، وہ مانع ہو جائے۔ تو آپ چپکے کا یہ طریق اختیار کریں کہ بس! ظلم و ستم سے ہاتھ روک لیں۔ خاموشی اختیار کر لیں۔ ہم یہ سمجھیں گے، ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر بھی آپ سے اسی طرح سلوک کرے، کہ

آپ نے چیلنج قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

اور اپنے ظلم سے باز آگئے ہیں۔

چنانچہ کھلے لفظوں میں یہ سمجھایا گیا اور پھر یہ بھی کہا گیا کہ ایک عرصہ سے ان کی طرف سے جواب نہیں آیا۔ ان کو زیادہ وقت ملنا چاہیئے۔ وہ غور کریں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ کسی طرح بھی اس وطن کا سربراہ جس وطن سے ہمارا تعلق ہے ہم یہ سے اگر چہ آج یہاں اس خطبہ میں دیدہ ہیں۔ ان کا اس وطن سے تعلق ہے اس طرح

خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نشان بنے۔

کیونکہ اگر ایسا ہو تو اس کے عواقب میں پھر اور بھی خدا تعالیٰ کی ناراضگیوں کا اظہار ہوا کرتا ہے۔

میرے دل میں یہ بہت بڑی روک تھی۔ اس لئے میں نے ان کو خوب موقعہ دیا۔ چنانچہ بعض ایک دو اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ جماعت احمدیہ کو شوق نہیں تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نشانہ بن جائیں بلکہ ان کو خوب اچھی طرح متنبہ کیا گیا۔ اور تنبیہ کا کوئی پہلو باقی نہیں رہنے دیا۔

ایک خطبے میں میں نے کہا،

"جہاں تک صدر صاحب پاکستان کا تعلق ہے ان کے متعلق ہمیں ابھی انہیں کچھ وقت دینا چاہیئے۔ انہوں نے ابھی ابھی کچھ سیاسی کارروائیاں کی ہیں اور اگرچہ وہ اسلام کے نام پہ کی ہیں مگر بہر حال وہ سیاسی کارروائیاں ہیں۔ وہ ان میں بہت مصروف ہیں۔ ابھی ان کو یہ بھی قطعی طور پہ علم نہیں کہ آئندہ چند روز میں کیا واقعات رونما ہوں گے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ تذبذب محسوس کرتے ہوں۔ کہ یہ نہ ہو کہ میں ادھر چیلنج قبول کروں اور ادھر کچھ اور واقعہ ہو جائے۔ اس لئے جب تک ان کی کرسی مضبوط نہ ہو جائے۔ جب تک وہ اپنے منصوبوں پر کاربند نہ ہو جائیں اور محسوس نہ کریں کہ ہاں! اب وہ اس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں جس کو چاہیں اس کو چیلنج دیں، جس قسم کی عقوبت سے انہیں ڈرایا جائے وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے قبول کر سکیں۔ وہ اس مقام اور مرتبے تک ابھی پہنچے نہیں ہیں اس لئے ان کو ڈھیل دی جانی چاہیئے۔ اس لئے ہم انتظار کرتے ہیں دیکھیں

خدا تعالیٰ کی تقدیر کیا ظاہر کرے۔ لیکن اگر چیلنج قبول کریں یاد رکھیں چونکہ وہ تمام ائمۃ المکفرین کے امام ہیں اور تمام اذیت دینے والوں میں، سب سے زیادہ ذمہ داری اس ایک شخص پر عائد ہوتی ہے۔

جو معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں، اس ظلم کے پیچھے پڑ کر جو نکلنے کی

کوشش کی ہے۔ تاکہ اُس سے لذت یاب ہو سکیں کہ جو حکم جاری کیا تھا وہ جاری بھی ہو گیا ہے کہ نہیں۔ اور ایک معصوم احمدی کیسے تکلیف محسوس کر رہا ہے۔ جب تک یہ نہ پتہ چلے اِن کو لذت محسوس نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کا زبان سے چیلنج قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔ اُن کا اپنے ظلم و ستم میں جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ

اُس نے چیلنج قبول کر لیا ہے

اس لئے اس پہلو سے بھی اب وقت بتائے گا۔ کہ ان کو خدا تعالیٰ کے مقابلے کی کس حد تک جرأت ہے اور ازراہِ ظلم کا خون کرنے کی کس حد تک جرأت ہے"

(اقتباس از خطبہ جمعہ یکم جولائی ۱۹۸۸ء)

تو اس مضمون میں اُن کو کھول کر بتا دیا گیا تھا کہ

اگر آپ ظلم سے باز نہ آئے تو پھر یقیناً پکڑے جائینگے

اور اگر ظلم سے باز آ گئے اور اپنی پالیسی تبدیل کر لی تو اس کو آپ کی طرف سے چیلنج سے بچنا قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور ہم یہی سمجھتے ہیں کہ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کو نہیں پکڑے گا۔

لیکن افسوس ہے کہ انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ چنانچہ میں نے ۱۲ راگست ۱۹۸۸ء کے خطبے میں یہ اعلان کیا:

"..... یہ استہزاء میں بڑھ رہے ہیں اور اپنے گذشتہ کردار میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر رہے (یہ علماء یا مخالفین کے متعلق عمومی بیان ہے، صرف ضیاء صاحب کے متعلق خصوصی نہیں) استہزاء میں بھی بڑھ رہے ہیں۔ ظلم میں بھی بڑھ رہے ہیں (اور اب یہاں سے حکومت کا ذکر شروع ہوتا ہے)

"..... اور حکومت کا جہاں تک تعلق ہے وہ معصوم احمدیوں پر قانونی حربے استعمال کر کے طرح طرح کے ستم ڈھا رہی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا میں نے آغاز ہی میں حکومت کو متنبہ کیا تھا کہ اگر آپ اپنی شان کی خلاف بھی سمجھتے ہوں چیلنج کو قبول کرنا۔ اگر آپ زیادتیوں سے باز نہ آئے اور ظلم و ستم کی یہ راہ نہ چھوڑی تو جہاں تک میں سمجھتا ہوں

خدا تعالیٰ کی تقدیر اسے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کے مترادف بنائے گی اور آپ سزا سے بچ نہیں سکیں گے"۔

یہ وہ ذکر ہے جس کے چند دن کے بعد اللہ تعالیٰ کی تقدیر ظاہر ہوئی اور وہ آج دنیا میں خوب شہرت پکڑ چکی ہے۔

۱۲ راگست ۱۹۸۸ء کے خطبے میں، میں نے یہ بھی ذکر کیا:

"خدا کی تقدیر لازماً اُن کو پکڑے گی اور لازماً اُن کو سزا دے گی جو اِن شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے۔"

بہر حال یہ ایک ایسا عظیم الشان تاریخی نوعیت کا نشان ہے جس کے اوپر ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی نصرت کے ظاہر ہونے کے نتیجے میں

شکر واجب ہو گیا ہے

اور اس شکر کا اظہار خدا تعالیٰ کی حمد کے ذریعے ظاہر ہونا چاہیئے جماعت احمدیہ کو اِن دنوں میں کثرت کے ساتھ حمد میں مصروف رہنا چاہیئے اور اس کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر درود شریف بھیجنے چاہئیں کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً بتایا گیا۔

كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ ساری برکتیں، جو آسمانی نشان ہیں، یہ تمام کے تمام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی غلامی سے وابستہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو خوب عمدگی سے بیان فرمایا جب یہ کہا

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمد است (درثمین فارسی)

کہ تم جو میرے ہاتھوں سے نشانات کا ایک جاری چشمہ دیکھ رہے ہو، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بحر کمالات میں سے ایک قطرہ ہے۔ پس احمدیوں کو یہ بات نہیں بھلانی چاہیئے۔

ٹھیک ہے ہم نے دعائیں کیں

اور مباہلہ کر کے اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا لیکن یہ بات کبھی نہیں بھلانی چاہیئے کہ ہمارے پیچھے اصل طاقت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دعاؤں کی طاقت ہے۔

اور آپ کے تعلق باللہ کی طاقت ہے۔ آپ جتنا اس طاقت سے وابستہ رہیں گے، اس کے قریب رہیں گے، آپ طاقتور رہیں گے۔ جتنا بیوقوفی سے اس زعم میں مبتلا ہو جائیں گے کہ خدا تعالیٰ نے ہماری وجہ سے کچھ دکھایا ہے اتنا ہی اُس طاقت کے سرچشمے سے دور ہوں گے اور اس پناہ کی چھتری سے باہر نکلنے والے ہوں گے اس لئے کبھی کوئی احمدی کوئی نشان دیکھ کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پناہ کی چھتری سے باہر نکلنے کی جرأت نہ کرے۔ کیونکہ جس دن کسی نے اس چھتری سے باہر قدم رکھا اسی دن اُس کی ہلاکت ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ کہ مومن کے لئے امام اس کی ڈھال ہوا کرتا ہے۔ اور تمام اماموں سے بڑھ کر، سب ائمہ کے امام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں۔ اس لئے اگر آپ اس ڈھال سے آگے بڑھے یا دائیں اور بائیں ہٹے تو آپ تیروں کی زد میں آ جائیں گے۔ اور پھر آپ کو کوئی طاقت بچا نہیں سکے گی۔ اس لئے جتنا آگے بڑھنا ہے خوب بڑھتے رہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پناہ میں، اور آپ کی ڈھال کے پیچھے پیچھے چلیں۔ اور اس پہلو سے یہ بھی یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت خواہ اپنی ذات میں کیسا ہی بے حیثیت کیوں نہ ہو، وہ اپنے وقت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی ڈھال سے بھی آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ جس حد تک وہ آگے بڑھتا ہے جس میدان میں

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید بساری مارٹ صالح پور کٹک (اڑیسہ)

وہ آگے بڑھنے کا فیصلہ کرتا ہے اس کے پیچھے پیچھے رہیں۔ اُس کا ساتھ دیں۔ اُس کے ساتھ چلیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ، آپ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں رہیں گے۔

اب میں اس مضمون میں کچھ وسعت پیدا کرتے ہوئے

پاکستان کے حالات پر کچھ تبصرہ کرنا چاہتا ہوں اور بحیثیت امام جماعت احمدیہ پاکستان کے دانشوروں اور سیاستدانوں اور صاحبِ اقتدار لوگوں کو مشورہ دینا چاہتا ہوں۔

جب خدا تعالیٰ اپنی طرف سے ایک امامت کھڑی کرتا ہے تو اُس امامت کی نیابت میں پھر جو بھی امام بنتا ہے اس کی بھی راہنمائی فرماتا ہے۔ اس لئے یہ روشنی، جو خدا تعالیٰ عطا کرتا ہے کسی کی ذات کی طرف سے نہیں ہوتی۔ اس امامت کی برکت سے چلتی ہے۔ جیسا کہ جو روشنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملی وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کے توسط اور توسل سے ملی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے خلفاء کو جو روشنی ملتی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امامت کی روشنی سے ملتی ہے۔ اس لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ اس روشنی سے دوسروں کے اندھیر بھی دور کرنے کی کوشش کریں، اور ان پر صورتِ حال واضح کر کے، جہاں تک ممکن ہے، اُن کی بھلائی ان پر ظاہر کریں اور اُن کی بدی کو بھی ان پر ظاہر کریں۔ تاکہ وہ آنکھیں کھول کر اقدام کرنے کے اہل ہو سکیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ

جن سیاسی راہنماؤں یا دانشوروں تک میری آواز پہنچے وہ ہرگز میری اس بات کو کسی تعلّی کے طور پر نہیں لیں گے۔ میں ایک بہت ہی عاجز انسان ہوں۔ بڑی عاجزی کے ساتھ اُن کے سامنے یہ مضمون کھول رہا ہوں اور اس میں قوم اور وطن کی بھلائی کے سوا میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے

یہ جو واقعہ ظاہر ہوا ہے، اس میں دو پہلو ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

وَعَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (۲:۲۱۶)

کہ بسا اوقات تم سمجھتے ہو کہ ایک بہت ہی مکروہ بات ظاہر ہوئی ہے لیکن اسی میں خیر کا پہلو موجود ہوتا ہے۔ ایک پہلو سے دیکھیں تو یہ ایک قومی سانحہ ہے۔ اور رات کی طرح بھیانک اور تاریک ہے۔ پاکستان کی فوج کے چوٹی کے دماغ اس ہوائی جہاز کے ساتھ اڑ گئے ہیں۔ اور ان کے ساتھ امریکہ کا ایسا سفیر بھی لقمۂ اجل ہوا اور ان کا ایک ساتھی جو کہ انٹیلی جنس INTELLIGENCE کے مانے ہوئے تجربہ کار لوگوں میں سے تھے تو جہاں تک دنیاوی سیاست کا تعلق ہے یہ بہت ہی بڑا سانحہ ہے اور بہت ہی بڑا نقصان ہے کسی فوج کے پانچ جرنیل اور چوٹی کے پانچ ماہر بریگیڈیئرز ایک ہی سانحہ میں ہلاک ہو جائیں تو یہ کوئی معمولی نقصان نہیں ہے۔ یہ تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے دماغ کا مرکز اڑ جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ فوج کا سربراہ بھی شامل ہو۔ تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنا بڑا سانحہ اور کتنا بڑا نقصان ہے! اس کے نتیجے میں بہت سے خاندانوں کو دکھ پہنچے ہیں۔ ہم اُن کے دکھ میں شریک ہیں۔ تو ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے لیکن ایک اور پہلو سے دیکھیں تو

اس واقعہ کا دوسرا رُخ طلوعِ فجر سے ملتا جلتا ہے

یعنی ایک پہلو اگر رات سے ملتا ہے تو دوسرا پہلو صبح کے پھوٹنے سے ملتا ہے کیونکہ ایک لمبی رات کے بعد بالآخر قوم کو وہ وقت نصیب ہوا ہے جو طلوع فجر سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور امکان ہے کہ ایک دن اس کے بعد آئے جو سارے اندھیرے اور ہر قسم کے غموں کو دور کر دے، ہر قسم کی تاریکیوں کو ہٹا کر روشنیاں لے آئے۔

لیکن قوموں کے معاملات میں رات اور دن اس طرح آگے پیچھے نہیں آیا کرتے جس طرح قانونِ قدرت میں ہمیں آگے یا پیچھے آتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ قانونِ قدرت میں رات اور دن اس لئے باقاعدگی سے آتے ہیں کہ خدا کی تقدیر باقاعدہ ہے۔ اور خدا کی سنت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ اس کا انتظام کامل ہے۔ اس میں کوئی رخنہ نہیں لیکن قوموں کے رات اور دن اُن کے اپنے اعمال سے وابستہ ہوا کرتے ہیں ان کی بیقاعدگیاں ان دنوں اور راتوں کے تسلسل کو بے قاعدہ کر دیا کرتی ہیں۔ اُن کی بے ضابطگیاں ان راتوں اور دنوں کے معاملات میں بے ضابطگیاں پیدا کر دیا کرتی ہیں۔ اس لئے ضروری نہیں ہوا کرتا کہ رات کے بعد ضرور دن چڑھے۔ بعض اوقات رات کے بعد اگر دن چڑھتا بھی ہے تو رات سے بدتر دن چڑھتا ہے۔ یعنی رات کے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ دن کی روشنی اس میں کم پائی جاتی ہے۔ اس لئے

یہ وقت بہت ہی نازک ہے اور قوم کے سربراہوں کو خوب اچھی طرح اس صورتِ حال کا تجزیہ کرنا چاہئے اور اس میدان میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہئے تا آج اگر یہ موقعہ ہاتھ سے جانے دیا گیا تو ہو سکتا ہے اس گیارہ سالہ رات کے بعد ایک اور لمبی رات قوم کے اوپر مسلط کر دی جائے

اور جہاں تک بیرونی طاقتوں کا تعلق ہے وہ یہی کوشش کر رہی ہیں اور ان کی کوششیں آئندہ چند دنوں میں زیادہ تیزی اختیار کریں گی۔

یہ کہنا کہ ۱۶ر نومبر ۱۹۸۸ء کا دن پاکستان کے لئے آزادی کی خوشخبری لائے گا کہ یہ دن پاکستان میں جمہوریت کی بحالیت کا دن ہوگا۔ ایک سادہ سا خیال ہے اس میں پختگی نہیں ہے۔ جب تک ہم اس بات کا تجزیہ نہ کریں کہ ہم سے پہلے کیا ہوتا رہا ہے اس وقت تک ہم آئندہ لائحہ عمل طے کرنے کے اہل نہیں بن سکتے۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں لمبے عرصے تک یہ جو اندرونی غلامی نصیب ہوئی کیا اندرونی محرکات کے نتیجے میں ہوئی یا کچھ بیرونی محرکات بھی ہیں؟ کونسی زنجیریں ہیں جو ہمیں پہنائی گئی ہیں؟ اور ۱۶ر نومبر کے دن وہ کیا معجزہ ہوگا جو یہ زنجیریں توڑ دیگا۔

پہلی بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جب تک ہم بیرونی غلامی کی زنجیروں کو نہیں توڑتے ہم آزاد نہیں ہو سکتے۔ اور بیرونی غلامی کی زنجیروں میں اس وقت امریکہ کی غلامی کی زنجیریں ہیں جنہوں نے قوم کو ہر طرف سے باندھ رکھا ہے۔ اور یہ وہ زنجیریں ہیں جنہوں نے ہماری فوج کو بھی جکڑا ہوا ہے۔ اور جب فوج مسلط کی جاتی ہے تو کٹھ پتلی کی طرح مسلط کی جاتی ہے وہ خود بندھی ہوئی ہے۔ اور جہاں تک پاکستان کے عوام کا تعلق ہے اُن پر دوہری زنجیروں کا بوجھ پڑ جاتا ہے۔ ایک آقا کی زنجیریں، اس کے اوپر، اس کے غلام کی زنجیریں۔

سوال یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد یہ زنجیریں اچانک کیسے ٹوٹیں گی؟ کیا امریکہ اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرے گا؟

جہاں تک میں نے غور کیا ہے اور جہاں تک میں نے بین الاقوامی خبروں کا مشاہدہ کیا ہے ان کے یہ ارادے مجھے خوب کھل کر دکھائی دینے لگے ہیں کہ وہ دوبارہ دخل دیں گے اور ہر قیمت پر یہ کوشش کریں گے کہ پاکستان پر دوبارہ فوج مسلط کر دی جائے اور اس کے لئے کسی قسم کے بہانے ان کو مہیا کئے جائیں۔ اس لئے محض ۱۶ر نومبر کی تاریخ کا انتظار کرنا کافی نہیں ہے بات کو خوب اچھی طرح سمجھنا چاہئے اور اس کے متعلق مناسب کارروائیاں کرنی چاہئیں۔ اسی لئے میں اس معاملے کو زیادہ کھول کر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں

پاکستانی فوج کی اکثریت، محبِ وطن ہے اور قوم کے لئے فوج کو اپنی نفرت کا نشانہ بنانا جائز نہیں۔ کیونکہ اگر قوم پاکستانی فوج کو اپنی آنکھیں بند کر کے اپنی نفرت کا نشانہ بناتی رہے گی تو دشمن کے ہاتھ مضبوط کرے گی اور فوج میں یہ احساس پیدا کرے گی کہ ہم اپنے ہی ملک میں خطرات میں گھرے ہوئے ہیں جس وقت ہم طاقت سے باہر نکلیں گے ہماری قوم ہم سے انتقام لے گی۔ اور جوں جوں یہ احساس فوج میں بڑھتا چلا جائے گا آپ کے آزاد ہونے کے امکانات دور تر ہوتے چلے جائیں گے۔

اس لئے یہ مہم چاہے سندھ سے جاری ہو یا بلوچستان سے یا صوبہ سرحد سے یا پنجاب میں داخل ہو جائے ملک کے لئے

نہایت مہلک ثابت ہو گی

اس وقت فوج سے گفت و شنید کا وقت ہے فوج کو بعض باتیں سمجھانے کا وقت ہے۔ آپ کو ٹھنڈے دل کے ساتھ تدبر سے یا نا ہو کر کارروائی کرنی ہو گی امر واقعہ یہ ہے کہ تمام ملکوں کو ان کی اپنی فوجوں کے ذریعہ مزید غلام بنایا جاتا ہے۔ ایک ہاتھ سے آزادی دی جاتی ہے اور دوسرے ہاتھ سے وہ آزادی چھین لی جاتی ہے اور ان کی اپنی ہی فوجوں کو ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے ایک ایسی بھیانک شکل ہے جس شکل کو خوب کھول کر پاکستانی عوام اور ان کے راہنماؤں کو اپنی فوج کے سامنے رکھنا چاہیئے۔ چند ایک ایجنٹس ہو سکتے ہیں جن کی ہم تعیین نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون ہے؟ لیکن ہوتا یہ ہے کہ کوئی

بیرونی طاقت کسی ملک کے دفاع پر قابض ہو جاتی ہے

اس کی مدد کے بہانے اور جب دفاع پر غیر قومیں قابض ہو جائیں تو خطرے کی جو بھی گھنٹی بجتی ہے اس کی آواز ان کانوں میں پڑتی ہے جو بظاہر حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں لیکن دراصل وہ خود قوم کے غیر سے بن چکے ہوتے ہیں جنہوں نے بچانا تھا اگر وہ قابض ہو چکے ہوں تو بچائے گا کون؟ اس لئے فوجوں کی غلامی جو غریب ملکوں پر مسلط کی جاتی ہے اس سے بچنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

اس کی شکل بالکل "ایڈز" (AIDS) جیسی بیماری سے ملتی جلتی ہے۔ ایڈز بیماری جس کا آجکل بڑا چرچا ہے اس کے خلاف سائنسدان اس لئے کوئی کارروائی نہیں کر سکتے کہ بیرونی جراثیم جسم کے صحت مند حصوں پر براہ راست قابض نہیں ہوتے بلکہ جسم کے دفاعی نظام پر قابض ہو جاتے ہیں اس لئے جب خطرے کی گھنٹی بجتی ہے تو وہ خود اپنے لئے خطرہ ہیں دفاع ان کے قبضے میں ہوتا ہے۔ وہ اس دفاع کو اپنے خلاف حرکت میں آنے نہیں دیتے کیونکہ دفاع پوری طرح ان کے کنٹرول میں آ جاتا ہے۔

اس لئے یہ بہت ہی بڑی خطرناک شکل ہے جو آجکل بدقسمتی سے تیسری دنیا کا مقدر بنی ہوئی ہے ان پر فوجیں مسلط کی جاتی ہیں اور بد نصیبی کی حد یہ ہے کہ آجکل ٹیلی ویژن TELEVISION پر کھلے لفظوں میں ان قوموں کے سربراہ اور بڑے بڑے لوگ یہ تبصرے کرتے ہیں کہ نہیں! پاکستان کو کچھ نہیں ہو گا۔ اس پر ضرور کوئی جرنیل مسلط ہو جائے گا! "کچھ نہیں ہو گا" سے مراد یہ ہے کہ سب کچھ ہو جائے گا۔ یعنی فکر نہ کرو۔ ہم پاکستان کو نہیں بکھرنے دیں گے ان میں ضرور دانشور جرنیل موجود ہیں وہ اٹھیں گے اور پاکستان پر قابض ہو جائیں گے۔

یہ وہ ہلاکت ہے جس سے بڑھ کر کسی اور ہلاکت کا تصور نہیں ہو سکتا! آپ گھر میں جو چوکیدار رکھیں کہ وہ آپ کی حفاظت کریں گے اور وہ چوکیدار مالک بن جائیں اور آپ کو اپنا غلام بنا لیں اور آپ کو اپنی پرورش کرنے بٹھا دیں آپ کے اموال کے مالک بن بیٹھیں آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کی محنت کا پھل بن بیٹھ کر کھانے لگیں اور آپ کا خون چوس چوس کے اتنے طاقتور ہو جائیں کہ آپ کے تصور میں بھی یہ بات نہ آسکے کہ آپ ان کا مقابلہ کر سکیں۔

اس مثال کو یوں پیش کیا جائے تو کتنی بھیانک نظر آتی ہے لیکن اس قسم کے واقعات بعینہٖ تیسری دنیا میں ہو جاتے ہیں اور محب وطن فوجی بھی نہیں سوچتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں جب میں نے

ایک بڑے امریکی لیڈر

کو امریکہ کے ایک پروگرام میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ نہیں! اس بات کا بڑا امکان موجود ہے کہ پاکستان میں سے کوئی مرد جرنیل اٹھے اور وہ صورت حال کو قابو میں لے آئے۔ تو مجھے یوں لگا جیسے میری آزادی ضمیر کے منہ پر کسی نے طمانچہ مارا ہے۔ میرے وطن کی محبت کے منہ پر کسی نے طمانچہ مارا ہے۔ اس قدر تکلیف دہ صورت حال ہے ان بد بختوں سے کوئی یہ پوچھے کہ اگر کوئی باہر کے ملک تمہارے کسی سربراہ کے مرنے پر یہ تبصرہ کریں کہ کوئی بات نہیں۔ امریکہ کے اوپر آپ کی فوج قابض ہو جائے گی کوئی بات نہیں، انگلستان کے اوپر ان کی فوج قابض ہو جائے گی کوئی حرج کی بات نہیں ہے فرانس پر ان کی فوج قابض ہو جائے گی جرمنی پہ اس کی فوج قابض ہو جائے گی اور تمہیں پر ان کی فوج قابض ہو جائے گی تو تمہیں کیا محسوس ہو گا یہ تمہارا ہمدرد ہے یا کوئی بے حیا دشمن ہے۔ پس تم جب یہ کہتے ہو تو ہم کیسے یہ یقین کر سکتے ہیں کہ تم پاکستان کے عوام کے ساتھی اور ان کے دوست ہو سوائے اس کے کہ وہ دشمن ہو اور بے حیا دشمن ہو کوئی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ اگر یہ نسخہ ایسا ہی اعلیٰ درجے کا ہے تو تم اس نسخے کو اپنی خرابیاں دور کرنے پر کیوں استعمال نہیں کرتے۔ کیوں بعض دفعہ انتخاب پر اپنا وقت اور اربہا اربہا ڈالر ضائع کر رہے ہو۔ تمہیں چاہیئے کہ تم فوج کو اپنے اوپر مسلط کرو۔ سب بیماریوں کا حل ہے اس سے سب گندگیاں دور ہو جائیں گی۔ کالے اور سفید کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے تعلیم کے سارے مسائل آن واحد میں ختم اور نیست و نابود ہو جائیں گے اور پھر تم آزادی کا دم لو گے کہ اچھا ہماری فوج جو صاف ستھری اور پاکیزہ غذا پر پلنے والی ہے وہ ہم پر مسلط ہو گئی ہے۔

آزاد ملک اس نسخے کو استعمال نہیں کرتے ہمارا سیاستدان یہ بات نہیں سمجھا اور اس بات کو ان کے مقرر یہ نہیں ... نتیجۃً سیاست میں آزادی کا ایک بحران پیدا ہو جاتا ہے ان غریب ملکوں کا سیاستدان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ جب تک ہم ان طاقتور ملکوں کو خوش نہیں کریں گے اس وقت تک یہ طاقت فوج سے ہماری طرف منتقل کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔ یہ سب اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ فوج بھی ان کی غلام ہے اور ہم بھی ان کے دست نگر ہیں ان کے رحم و کرم پر ہیں یہ سمجھنے کے بعد پہلے اپنی شکست تسلیم کرتے ہیں اور پھر بڑی بڑی سیاسی پارٹیوں کے لیڈر اندر اندر خفیہ مذاکرات، ان طاقتوں سے کرتے ہیں جو ہماری آزادی کو چھیننے والی ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ دیکھو! ہم تمہاری رائٹ RIGHT سائیڈ SIDE پر ہیں۔ ہم اچھے لوگ ہیں۔ فکر نہ کرو ہم پالیسیوں کو تبدیل نہیں کریں گے۔

تم ہمیں اوپر آنے دو

وہ یہ یقین کر بیٹھے ہیں کہ جب تک ان کی مرضی کی اطلاع فوج کو نہیں ملے گی، فوج اقتدار کو ان کے سپرد نہیں کرے گی گویا کہ دوسرے لفظوں میں فوج کی بالادستی کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔

تو جب زندگی کے سفر کا پہلا قدم یہ ہے کہ دو آقاؤں کی بالادستی کو تسلیم کئے بغیر آپ آگے نہیں بڑھ سکتے اور پہلے قدم میں آپ نے تسلیم کر لیا تو پھر آپ کو قوم کی آزادی کی باتیں کرنے کا کیا حق ہے؟ آپ کس طرح قوم کو یہ دھوکے دے سکتے ہیں کہ ہم آئیں گے تو ہم تمہیں ہر قسم کے مصائب سے دکھوں سے آزاد کر دیں گے۔ ایک غلام لیڈر کے جانے سے کیا کام بنے گا اگر بعد میں دوسرا غلام لیڈر آگے آ جائے؟ اور اس کے جانے سے کیا ہو گا اگر اس کے بعد تیسرا غلام لیڈر آگے آ جائے گا۔ اس لئے صورت حال کو خوب اچھی طرح کھولنا چاہیئے بعض کو تکلیف دہ بھی ہو اس کا تجزیہ کرنا چاہیئے اور سیاسی پالیسی اقتدار میں آنے سے پہلے بنی چاہیئے اور عوام الناس کے سامنے اسے خوب کھول کر بیان کرنا چاہیئے کہ قوم اس مصیبت میں گرفتار ہے جہاں تک ہمارا بس چلے گا یا چل سکتا ہے ہم تمہیں آزادی دلانے کے لئے یہ کارروائی کریں گے۔

تجزیہ بذات خود ایک علاج ہوا کرتا ہے اگر صحیح تجزیہ ہو جائے تو بعض دفعہ معمولی سی کوشش سے بھی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اس لئے

میں قوم کے سیاستدانوں کو نصیحت کرتا ہوں

کہ ضرورتِ حال کو سمجھیں اور اس کا صحیح علاج تجویز کریں۔ یہ بھی غلط ہے کہ ہم امریکہ سے نجات پانے کے لئے عوام الناس میں امریکہ کے خلاف اشتعال انگیزی کریں اور نفرت پھیلائیں۔ عالمی سیاست میں ہمارا ایک مقام ہے اُسے بھولنا نہیں چاہیئے اور وہ کمزوری کا مقام ہے ہم عالمی سیاست میں یہ اختیار نہیں رکھتے کہ ایک کو دشمن سمجھیں اور دوسرے کو دوست سمجھیں اگر ہم عقل سے کام لیں گے تو دونوں دوست ہو سکتے ہیں اور اگر عقل سے کام نہیں لیں گے تو دونوں دشمن ثابت ہوں گے عالمی سیاست پر — "MIGHT IS RIGHT" (جسکی لاٹھی اس کی بھینس۔ ناقل) کا قانون ہے طاقت کا قانون جاری ہے۔ یہاں رحم و کرم کا کوئی قانون نہیں چلتا۔ اس حقیقت کو سمجھ کر آپ کو اپنے لئے آئندہ راہیں متعین کرنی ہوں گی اور آج جو وقت آیا ہے

اس سے بہتر وقت آپ کو پھر کبھی نصیب نہیں ہو سکتا

یہ جو باتیں ہو رہی ہیں کہ (دھماکہ) SABOTAGE ہو گیا اور آرمی انٹیلی جنس ARMY INTELLIGENCE اس بات کو زیادہ زور سے بیان کر رہی ہے۔ یہ دراصل سیاست کو آئندہ اختیار میں آنے سے روکنے کا ایک ذریعہ' ایک بہانہ ہے اگر اس بات کو آگے بڑھائیں اور امریکہ کے ماہرین آکر بھی کہہ دیں کہ ہاں یہ تو SABOTAGE تھا' یعنی کسی دشمن نے خفیہ طور پر (جہاز کے اندر) بم رکھ دیا یا اس جہاز کو میزائیل MISSILE سے اُڑا دیا تو فوج کے لئے ایک بہانہ ہے کہ اچھا' تم نے ہمارے سربراہ کو مارا ہے چونکہ اُسے پاکستانی سیاستدانوں نے مروایا ہوگا یا غیروں کے ساتھ مل کر یہ کام کیا ہوگا اس لئے ہیں اعتبار نہیں رہا۔ کئی بہانے بنائے جا سکتے ہیں۔ آج اور ۱۶ نومبر کی تاریخ کے درمیان ابھی کافی فاصلہ ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان دنوں اسلام آباد بین الاقوامی سازشوں کا اکھاڑہ بننے والا ہے۔ بڑی بڑی طاقتوں کے نمائندے وہاں پہنچیں گے اور سازباز کریں گے اور ہر طرح کوشش کی جائے گی کہ پاکستانی عوام کو ان کی آزادی سے محروم رکھا جائے۔

اس لئے میں آپ کو بہت واضح طور پر بتلانا چاہتا ہوں کہ اس کا علاج کیا ہے؟ اس کا جو علاج نہیں ہے میں نے آپ کے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے۔

عوام الناس کو بھڑکا کر کسی ایک بڑی طاقت کے خلاف نفرت پیدا کرنا اور بظاہر اُس سے ٹکر لینا یہ اُس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ آپ امریکہ سے متنبہ تو رہ سکتے ہیں۔ یہ تو آپ بیدار مغزی کے ساتھ یقین کر سکتے ہیں کہ ہمارا دوست نہیں ہے۔

جب تک ہمارا محتاج ہے۔ ہمارا دوست ہے۔

جہاں ہم نے غلطی کی اور اس کو ہماری احتیاج نہ رہی یہ ہمارا دوست نہیں رہے گا۔ ہمیں حکمت کے ساتھ اس سے معاملہ کرنا ہوگا اسوقت تو امریکہ کو دوست رکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح رُوس اور اسی طرح ہندوستان کا حال ہے۔ ان تین بڑی طاقتوں میں ہم گھرے ہوئے ہیں اور کوئی محض جذباتی طور پر آپ سے تعلق کی خاطر آپ کا دوست نہیں اور نہ ہی کبھی ہوگا۔ ان تینوں طاقتوں میں سے کسی ایک کو دشمن بنانا پاکستان کے حق میں اچھا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں کہ امریکہ سے کہیں کہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو اس سے باز رہو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہمارے تعلقات تم سے درست ہوں تو ہم تمہارے دشمن نہیں بنیں گے۔ یہ ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں۔ اس لئے بھی یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے پاس اور چارہ ہی کوئی نہیں۔ ہم تمہارے دشمن بن سکتے نہیں ہیں۔ بے چارگی ہے اختیار ہم ہے۔ تمہارے ساتھ سو طرح کی احتیاطیں ہیں۔ تمہیں کیوں وہم ہے کہ اگر سیاست اوپر آگئی تو تمہاری دشمن ہو جائے گی دشمن ہو نہیں سکتی۔ ہمارے حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان تینوں بڑی طاقتوں کے دوست بنے رہیں۔ اس لئے ہم تم پہ خوب واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر تم ہمارے اندرونی معاملات میں دخل اندازی بند کر دو تو ہماری طرف سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ بہتر تعلقات کے امکانات ہیں بدتر تعلقات کا کوئی احتمال نہیں لیکن خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ اگر غلطی سے اُن کو یہ احساس دلایا گیا جیسا کہ بعض اوقات دلایا جاتا ہے کہ تم ہمارے دشمن ہو تم نے ہمیں غلام بنایا۔ ہم تمہیں باہر نکال ماریں گے اور تمہارے ساتھ تعلقات ختم کر لیں گے اور رُوس کی طرف چلے جائیں گے تو یہ ساری کھوکھلی باتیں ہوں گی۔۔۔

. . . .

. . . .

اور دوسری طرف اس کے اور نقصانات بھی ہوں گے کیونکہ قوموں کی بہبود میں صرف بیرونی سیاست کا دخل نہیں ہوا کرتا۔ اندرونی طور پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں جب آپ کسی ایک قوم کے خلاف خواہ اُس نے آپ سے اچھا سلوک کیا ہو یا نہ کیا ہو نفرت کی تعلیمیں دیتے ہیں تو آپ کی قوم اندر سے پھٹنا شروع ہو جاتی ہے آپ کی قوم میں دو انتہائیں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں ایک RIGHTIST (دائیں بازو والے) کہلاتے ہیں اور ایک LEFTIST (بائیں بازو والے) کہلاتے ہیں۔ اور بالآخر قوم دو نیم ہو جاتی ہے اگر تو کسی وقت فیصلہ ہو جائے اور ایک گروہ بہت زیادہ قوت کے ساتھ غالب آجائے تو پھر نتیجہ یہ نکلا کرتا ہے کہ بیچارے ایک کمزور گروہ کا قتلِ عام ہو جاتا ہے اپنے ہی ہم وطنوں کے ہاتھوں اور اُن کو بُری طرح سے ملیامیٹ کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ برابر رہیں یا فیصلہ کُن فرق نہ ہو تو ایک دوسرے کے خلاف مسلسل نبرد آزما رہتے ہیں اور قومی مفادات کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔

تیسری دُنیا (THIRD WORLD) کیلئے پولرائیزیشن POLARISATION ایک زہر قاتل ہے اور نہایت ہی مہلک چیز ہے اس لئے نفرت خواہ رُوس کے خلاف پھیلائی جائے خواہ امریکہ کے خلاف پھیلائی جائے قوم کو بانٹ دے گی اور بالآخر قوم کے لئے نہایت مہلک ثابت ہوگی۔

اس وقت یکجہتی کی ضرورت ہے ایک قومی حکومت' قومی سیاست کی ضرورت ہے۔ کیا پہلے ہی پاکستان۔ پاکستان کے خلاف تھوڑا بٹا ہوا ہے۔ کہیں کوئی سندھی ہے' کہیں بلوچی ہے۔ کہیں پنجابی۔ کہیں پٹھان پھر ذاتوں میں بٹا ہوا ہے پھر فرقوں میں بٹا ہوا ہے پھر پہلے ہی کئی قسم کے سیاسی تصورات میں بٹا ہوا ہے۔ پھر فوجی غیر فوجی میں بٹا ہوا ہے پھر مہاجر غیر مہاجر میں بٹا ہوا ہے۔ ہماری وحدت میں اتنے رخنے ہیں کہ ان رخنوں میں اضافہ کرتے ہوئے قوم کو مزید رخنوں میں مبتلا کرنا اور قوم کے درمیان مزید فاصلے پیدا کرنا ہمارے لئے لازماً ہلاکت کا موجب بنے گا۔

اس لئے اب ایسی جستجو کریں' ایسے طریق اختیار کریں کہ قوم اکٹھی ہونے کی باتیں شروع کرے اور

ایک وحدت پر جمع ہونے کے خیالات کو فروغ ملے

یہ سب سیاستدانوں کی ذمہ داری ہے۔ خالی ۱۶ نومبر کی تاریخ کا انتظار تو کوئی انتظار نہیں ہے۔

پھر جب آپ فوج کے اس رویے کو دیکھتے ہیں اور کھل کر فوج کو یہ نہیں کہتے کہ اگر تم نے خیرات کے طور پر ہمیں حکومت دینی ہے یا امریکہ کے ایماء پر ہمیں حکومت دینی ہے تو ہم یہ حکومت نہیں لیں گے۔ اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو طاقتور اپنی طاقت کو خود چھوڑتا ہے وہ صرف اس یقین دہانی پر چھوڑتا ہے کہ میں جب چاہوں اس طاقت کو واپس لے سکتا ہوں اور اس شرط کے ساتھ چھوڑتا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے (محمد خان) جونیجو صاحب کی حکومت اس قسم کی سیاسی خودکشی کر چکی ہے۔ انہوں نے آٹھویں ترمیم (8th AMENDMENT) بل BILL میں منظور کر کے اپنے ہاتھ سے اس طاقتور (یعنی جنرل ضیاء الحق) کو تمام اختیارات دے دیئے کہ آپ جب چاہیں ہم سے یہ ساری طاقت چھین لیں تو وہ بالکل

بے طاقت ہو کے رہ گئے۔ پاکستان کی سیاست میں یہ ایسا تضاد پیدا ہوا کر اُٹھتے بیٹھتے عوام کے پلیٹ فارم سے اور لٹک گئے فوج کی چھت سے۔ اور دعویٰ یہ کیا کہ ہم جمہوریت کی آزادی کے علمبردار ہیں!

اگر عوام نے بننا تھا تو عوام کے پلیٹ فارم پر کھڑے رہنا چاہیئے تھا اور طاقت حاصل کرنے کی خاطر ہرگز کسی قسم کی کوئی مفاہمت نہیں کرنی چاہیئے تھی وہ لوگ فیصلہ کرنا چاہیئے تھا کہ ہم عوام کے انتخاب پر آئے ہیں۔ بلا مشروط طاقت لیں گے اور اگر بلا شروط طاقت نہیں دیتی تو ہم عوام میں واپس جاتے ہیں ہمیں اپنی ذات کے لئے کوئی طاقت نہیں چاہیئے۔ اگر اس وقت یہ فیصلہ ہو جاتا تو جو واقعات بعد میں رُونما ہوئے ہیں۔ ہرگز رُونما نہ ہوتے پاکستان پر کئی قسم کی جو مصیبتیں بعد میں پڑی ہیں۔ وہ ہرگز نہ پڑتیں۔

اس لئے

میری دوسری تنبیہ یہ ہے کہ

فوج سے معاملہ کرتے وقت یہ ہرگز نہ کریں کہ فوج ہمیں دے گی تو ہم راضی ہوں گے۔ چنانچہ اسی لئے آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ وہ سیاسی پارٹیاں بھی جو فوج سے اندرونی طور پر سخت متنفر اور بیزار ہیں وہ بھی کھلم کھلا فوج پر کوئی تبصرہ نہیں کرتیں۔ اس لئے کہ اُن کے لئے کوئی تیسری راہ نہیں ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے کیا تو کھل کر تبصرہ کر سکتے تھے حالانکہ میں یہ مشورہ نہیں دے رہا۔ جب ایسا تبصرہ کریں گے تو فوج متنبہ ہوگی اور زیادہ بد کے گی اس کو آپ کی طرف سے خطرات محسوس ہوں گے اور وہ چند جرنیل جو فوج کے نام پر قابض ہوا کرتے ہیں، اُن کے ہاتھ مضبوط ہوں گے۔

فوج کی رائے عامہ کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے

کُھلے کُھلے بیانات کے ذریعے اخبارات کے ذریعے یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ ہماری فوج کی اکثریت وفادار ہے اور آج بھی ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے جب کبھی ملک کے مفاد کا تقاضا ہوگا یہ کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے ہمارے سپاہی وفادار۔ ہمارے اکثر افسران وفادار۔ ان بیچاروں کو ان کی فوج کے ڈسپلن (DISCIPLINE) اس کے نظم و ضبط نے ایسی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے کہ جو ایک دفعہ اوپر آجائے یہ اُس سے باہر نہیں جا سکتے اور فوجوں کی بقاء کے لئے یہ ضروری ہوا کرتا ہے اس لئے ایسی مشینیں ہیں جو بیکار ہو چکی ہیں آپ ساری مشینری کے ہر کل پُرزے کے خلاف کیوں نفرت کی تعلیم دیتے ہیں؟۔

آپ جب بھی اندرُونی طور پر باتیں کرتے ہیں اس کی انفرمیشن (اطلاع) انٹیلی جنس کے ذریعے فوج کو پہنچتی ہے خواہ وہ سندھ میں باتیں ہو رہی ہوں، یا بلوچستان میں، یا سرحد میں۔ یہ سب ابھی ہر طرح باخبر ہوتے ہیں کہ یہ منصوبے بنائے جا رہے ہیں کہ ایک دفعہ ہم (اقتدار میں) آئیں سہی پھر ہم ان کو مزا چکھائیں گے! پھر جب یہ اعلان ہوتے ہیں کہ فوج کم کر دی جائے اور اس کی طاقت ختم کر دی جائے۔ ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ یہ ساری تنبیہات ہیں جو فوج کو پہلے سے مل رہی ہیں اور یہ علاج نہیں ہے۔

علاج یہ ہے کہ فوج کو بتائیں کہ تم بڑے ظلم کرنے والے ہو تمہیں پتہ ہی نہیں کہ عالمی سیاست میں کیا ہو رہا ہے تم غیر قوموں کے آلہ کار بن گئے ہو۔ تمہیں یہ پتہ نہیں کہ تم کس لئے کیا کر رہے ہو۔ تمہاری ڈائریکشن DIRECTION نہیں رہی۔ تمہارا کوئی رُخ معیّن نہیں ہے اور تم آنکھیں بند کر کے بیرونی طاقتوں کے آلۂ کار بنتے ہوئے اپنے وطن پر مسلّط ہو گئے ہو تمہیں شرم نہیں آتی؟ کوئی حیا باقی نہیں رہی؟ جس فوج کو غیر قوموں کے تسلط سے بچانے کے لئے قائم کیا گیا تھا اور ساری قوم اس وجہ سے تمہیں اپنا خون پلاتی ہے کہ تم ہمیں غیروں کے تسلط سے محفوظ رکھو تم اس پر خود مسلّط ہو گئے ہو۔

فوج کا ضمیر آج بھی زندہ ہے

اس کو جھنجوڑیں تو یہی فوج کی بھاری اکثریت بغیر خون خرابے کے اس بات کو سمجھے گی۔ ان کے خلاف نفرت کی تعلیم دیئے بغیر ان کے اندر ایک شعور بیدار ہوگا۔ یہ اپنے افسروں کو کہیں گے کہ ہم یہ ہونے نہیں دیں گے ابھی چند دن ہوئے ہم نے آزادی حاصل کی تھی اور اپنی آزادی اور پھر ہم خود تیر بن کر پڑیں اور آزادی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

(آگے مسلسل ص۹ پر)

بقیہ۔ وقفِ جدید

واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ:

"پچھلے سال میں نے وقفِ جدید کو بھی عالمگیر تحریک کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس کا بہت ہی جماعت کو فائدہ پہنچایا۔ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلسل تعادل پر جس کے نتیجہ میں اس تحریک کو عالمگیر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اب وقت آگیا ہے اسے عالمگیر کیا جائے۔"

"چونکہ اس کے بعد میری نظر پڑی ہندوستان کے حالات پر تو شدّت کی وجہ سے جماعت کو وہاں بہت بڑے کی ضرورت تھی اور ہندوستان کی جماعتوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر وہاں شدت کی طرف توجہ کر سکیں اور اس کے علاوہ تبلیغ کے جو میدان کھل رہے ہیں ہندوستان میں وہ غیر معمولی ہیں۔ نئی نئی قوموں میں نئے نئے علاقوں میں بڑے بڑے دروازے کھل رہے ہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقیات کے ہیں۔"

(بدر ۱۲ فروری ۱۹۸۷ء)

۱۹۸۰ء میں وقف جدید کا بجٹ پون لاکھ سے کچھ کم تھا اور معلمین کی تعداد میدانِ تربیت میں سات تھی۔ سالِ رواں ۸۹-۱۹۸۸ء کا بجٹ چھ لاکھ اٹھتر ہزار روپے ہے۔

بطور انچارج وقفِ جدید ابتداً صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب پھر خاکسار پھر محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز کے سپرد یہ کام رہا۔ ۱۹۷۹ء سے یہ کام خاکسار کے سپرد ہے۔ مجلس کے دیگر ممبران محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز (ناظر جائیداد و تعلیم) محترم سید تنویر احمد صاحب (مشیر قانونی و ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ) محترم ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب ایڈیشنل ناظم وقفِ جدید ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب کے سپرد علاقہ راجستھان۔ یوپی اور علاقہ وارنگل کی نگرانی ہے۔ مرکزی دفاتر انچارج وقفِ جدید ہیں۔ محترم چوہدری محمد عارف صاحب ایم اے اور قادیان و مضافاتِ قادیان کی تعلیم و تربیت کے لئے محترم چوہدری بدرالدین صاحب عامل۔

اس وقت ہندوستان کے علاقہ آسام۔ آندھرا۔ اُڑیسہ۔ مہاراشٹرا۔ تامل ناڈو۔ پنجاب۔ راجستھان۔ کرناٹک۔ کشمیر۔ کیرالہ اور یوپی میں ۹۵ معلمین متعین ہیں۔

ٹریننگ کی ذمہ داری مرکزی دفتر پر ہے۔ حسبِ ضرورت واقفین لے کر اُن کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔

تعلیم و تربیت کی کمی کو کسی حد تک پورا کرنے کے لئے صیغہ ہذا نے مکرم محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مجاہد بلادِ عربیہ کی تصنیف کردہ کتب اسلام کی پہلی تا پانچویں کا مکمل سیٹ ۱۹۸۹ء میں طبع کروایا۔ مضافات قادیان کی خاطر "راہِ ایمان" کا پنجابی ترجمہ ۱۹۸۸ء میں طبع کرایا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وقفِ جدید کے ذریعہ سعید رُوحوں کو قبولِ احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ چندہ دہندگان۔ نو مبائعین اور معلمین اور کارکنان کو اس کی جزاء عطا فرمائے۔ آمین!

✻

اگر یہ آواز باہر سے اُٹھے گی تو فوج میں مدافعت پیدا کرے گی۔ اگر یہ آواز فوج کے اندر سے اُٹھنی شروع ہوئی تو یہ آواز فوج کو آزادی کا احساس دلائے گی۔ اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلائے گی۔ اس نعرے کے خلاف منافرت اور مدافعت پیدا نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے حق میں مزید خوبی اور آوازیں بلند ہونا شروع ہو جائیں گے۔ ایک آواز بڑھتے بڑھتے، دو، تین اور ہزار آوازوں میں تبدیل ہوگی۔ اور یہ اعلان کرنا، اخبارات میں ایسے بیان دینا ہرگز ملک کے مفاد کے خلاف نہیں ہے۔ کوئی قانون شکنی نہیں ہے۔ آپ نفرت کی کوئی تعلیم نہیں دے رہے۔ آپ یہ معاملہ کھول کر بیان کر رہے ہیں کہ دیکھو! یہ ہو رہا ہے۔ ایسا نہ کرو۔ تم کر سکتے ہو۔ مگر ہم تمہیں تمہارے ضمیر کا واسطہ دیتے ہیں۔

تمہیں تمہارے وطن کی محبت کا واسطہ دیتے ہیں،

تمہاری ماؤں اور بہنوں کی عزت کا واسطہ دیتے ہیں۔ تمہارے بلکتے ہوئے بچوں کا واسطہ دیتے ہیں کہ خدا کے واسطے اپنی ہی قوم کی آزادی کو نہ لوٹو۔ چھین سکتے ہو۔ کیوں نہیں چھین سکتے! طاقت کی بحث نہیں ہے۔ مگر اگر چھینو گے تو ہمیشہ کے لئے ملعون بن جاؤ گے۔ تاریخ میں ہمیشہ کے لئے عبرت کا ایک نشان بن جاؤ گے۔

میر جعفر کے نام کی طرح تمہارے نام پر لعنتیں ڈالی جائیں گی۔

تمہارا نام میر صادق کا نام بن کر دوبارہ اُبھرے گا۔ اس قوم کو یہ بتاؤ کیا کسی باپ کو اختیار نہیں کہ اپنے معصوم بچے کو دیوار کے ساتھ ٹکرا کر اس کا بھیجہ باہر نکال دے، اس کے سر کو پارہ پارہ کر دے۔ ممکن کیوں نہیں۔ طاقت ہے۔ مگر کس صاحب ضمیر انسان میں یہ طاقت ہے؟ بتائیے! ہاں! اگر ضمیر مر جائے اور انسان پاگل ہو جائے اور کوئی سد پچا باقی نہ رہے۔ جذبات تباہ اور تم ہو چکے ہو تو پاگل مائیں بھی بعض دفعہ اپنے بچوں کا سر دیوار سے ٹکرا کر اُن کا بھیجہ باہر نکال دیتی ہیں، اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہیں۔ امریکہ میں ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ میں نے خود پڑھے ہیں کہ ایک ماں نے خود اپنے بچے کا سر دیوار سے پٹکا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اس کا بھیجہ باہر نکل کر پھیل گیا۔ لوگوں نے ایسا مکروہ منظر دیکھا! تو کیا پاکستانی فوج کے لئے یہی مقدر رہ گیا ہے؟ کون کہتا ہے کہ تم میں طاقت نہیں ہے؟

مگر یاد رکھو، یہ طاقت تم نے ہم سے حاصل کی ہے، اپنی بیویوں سے، اپنے بچوں سے، اپنی ماؤں سے حاصل کی ہے۔ قوم کے کمزور مزدوروں سے حاصل کی ہے۔ ان غریبوں سے طاقت حاصل کر کے پھر تم اُن پر مسلط ہو جاؤ۔

کیا تم میں کوئی شرم باقی نہیں ؟

اس لئے قوم کی آزادی کی خاطر جو تمہاری اپنی آزادی کی پیغامبر ہے اپنی غیرت کا، اپنی حمیت کا اظہار کرو۔ تم قوم کو آزادی دو۔ اس کے بغیر نہ کبھی تم باضمیر انسان کے طور پر زندہ رہ سکتے ہو اور نہ ایک باضمیر فوج کے طور پر تم میں زندہ رہنے کی اہلیت رہے گی۔

ایسی فوجیں جو اپنے عوام پر مسلط ہوں، لازماً باہر سے طاقت حاصل کیا کرتی ہیں یہ لوگ یہ نکتہ کیوں نہیں سمجھتے۔!

دُنیا میں کبھی کوئی فوج باقی نہیں رہ سکتی جب تک اُس کی طاقت کا کوئی سرچشمہ نہ ہو۔ اب اگر عوام کو متنفر کر لیا ہے، اگر عوام پر مسلط ہو گئی ہے تو پھر بیرونی طاقتوں کے سہارے پر یہ فوجیں مجبور ہو جایا کرتی ہیں۔ اور یہی وہ راز ہے جسے سمجھ کر غیر قومیں غریب قوموں پر حکومت کرتی ہیں۔ فوج کو رشوت دینا سکھاتی ہیں۔ چند افسروں کو ظلم کرنا سکھا دیتی ہیں اور طاقت ان کے سپرد کر دیتی ہیں

پھر وہ جوں جوں ظلم میں بڑھتے ہیں وہ کسی بڑی طاقتور قوم کا سہارا لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اُن کو مسلط کیا ہو وہ اُن کی طرف جھکتے ہیں۔ اور مزید یہ تعلق بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنا ہی ملک، اپنی ہی فوج کے ہاتھوں، ایسی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جاتا ہے جس کے ٹوٹنے کے آثار نظر نہیں آتے۔ اور جب آزادی کی باتیں، ایسی بھی تو صرف آبادی کی باتیں ہوتی ہیں۔ آزادی کی باتیں نہیں ہو رہی ہوتیں۔ چنانچہ آپ نے ایک پاکستانی وزیر کا بیان پڑھا ہوگا کہ ہم ترکی کے نظام حکومت کی طرح پہ فوج کو جمہوریت کا مستقل حصہ دار بنا لیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس بیان کے پیچھے کیا بات ہے؟ (اس کے پیچھے) بنیادی طور پر یہی کمزوری ہے۔ آپ کو علم ہے یقینی ہو چکا ہے کہ یہ فوج غالب آ گئی ہے اور اس فوج سے ہم چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے بطور رشوت، بطور ضمانت آپ اپنے ہاتھ سے، اپنی گردن کی رسی اُن کی انگلیوں میں تھما دیتے ہیں کہتے ہیں کہ اچھا، ہماری گردن پر ہاتھ رکھ لو۔ یعنی 8th Amendment - (آٹھویں ترمیم) کی یہ دوسری شکل ہے۔ فکر نہ کرو ہم بھاگ کر کہیں نہیں جاتے۔

ایسی آزادی پر لعنت ہو۔ ایسی جمہوریت پہ لعنت آپ عوام کے سامنے یہ جمہوریت لے کر اُبھریں گے۔!! اگر عوام ہوشمند ہوں تو ایسی جمہوریت پر تھوکیں بھی نہیں جو ایک غلام جمہوریت ہے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ ان کو طاقت میں آنے کی جلدی ہے۔ بے چین ہیں کہ کسی نہ کسی طرح ہم طاقت کے اوپر آ جائیں۔ ذرا صبر کریں۔

میں یقین دلاتا ہوں۔

کہ اگر یہ صبر کا نمونہ دکھلائیں اور سمجھانے سے کام لیں، عوام کو گلیوں میں نہ نکالیں تاکہ اُن کا خون ہو۔ ہمیں عوام سے اتنی بڑی قربانیاں دلوانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ بیچارے تو پہلے ہی مظلوم اور مارے ہوئے ہیں، ستم رسیدہ ہیں۔ اُن کو کہاں آپ اپنی فوج سے ٹکراتے رہیں گے۔ عقل اور تحمل سے کام لیں۔ معاملات کا صحیح تجزیہ کریں۔ ان کو سمجھائیں کہ یہ کچھ ہو رہا ہے اور مذاکرات کریں۔ امریکہ سے بھی اسی طرح روشنی سے مذاکرات کریں۔ کہ دیکھو! اگر تم باز نہیں آؤ گے تو پھر ہم مجبور ہو جائیں گے۔ جب ہمیں یہ پتہ لگے گا کہ ہم نے تمہارے ہاتھوں مار کھانی ہی کھانی ہے تو پھر ہم مجبور ہوں گے۔ پھر ہم جو بھی کریں گے، اُس میں ہم آزاد ہوں گے اور پھر تم خود اس POLARISATION کو پیدا کرنے والے ہوں گے۔ جس میں دن بدن سارا ملک لیفٹ (LEFT) کی طرف جھکتا چلا جائے گا۔ اور

بائیں بازو کی طاقت بنتا چلا جائے گا

اور پھر جب یہ ہو جائے گا تو اُس وقت روس کے پاکستان میں آنے سے روس کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ یہ یونہی وہم ہے کہ روس (افغانستان سے) ہاتھ چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ اُس کی کمزوری کا نشان ہے۔ یہ ہرگز کمزوری کا نشان نہیں۔ روس کی عالمی پالیسی تبدیل ہو رہی ہے۔ روس نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ جب تک NUCLEAR DETERRENT موجود ہیں اور اُس میں ہماری مخالفانہ طاقتوں کو ایٹمی آلات میں برتری حاصل ہوتی چلی جاری ہے اُس وقت تک ہمارے روایتی ہتھیاروں میں ہماری برتری، ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ یعنی روسی افواج اور اُن کے پرانے رسمی روایتی ہتھیاروں کو ایک اور تین کی نسبت ہے۔ امریکہ اور یورپ کی ساری طاقتیں مل بھی جائیں تب بھی روس کی رسمی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ لیکن اس برتری کا کیا فائدہ؟ اگر عالمی طور پر ATOMIC DETERRENT موجود ہے۔ یعنی کچھ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ ایٹم بم دونوں طرف ہلاکت کا پیغام بن سکتا ہے۔

اس لئے انہوں نے (یعنی روس نے) اپنی پالیسی تبدیل کی ہے۔ یہ پہلے عالمی NUCLEAR DETERRENT کو ہٹائیں گے اور اُس فضا کو صاف کریں گے جہاں سے ایٹمی بم ان کے لئے خطرے کا موجب بن سکتے ہیں خواہ مقابلۃً امریکہ کے لئے بھی خطرے کا موجب ہوں۔ یہ فضاء صاف ہو جائے گی چین سے تعلقات درست ہو جائیں گے تو پھر ایک نئی سیاست اُبھرے گی اگر یہ واقعات رونما ہو جائیں، اگر حالات میں اور کوئی تبدیلیاں پیدا نہ ہوں جو اس سیاست کا رُخ بدل دیں تو پھر روس اگر چاہے کہ پاکستان یا ہندوستان کو آناً فاناً اپنے قبضے میں کرے تو یہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے روس کو افغانستان سے نکال کر بڑا کمال کر دیا ہے، ان کے لئے بہت بڑی سرپرائز SURPRISE پڑی ہوئی ہے۔ روس کی اتنی بڑی طاقت ہے کہ مشرقی یورپ کی عظیم الشان طاقتوں نے جب اس کو (اپنے ہاں سے) نکالنے کی کوشش کی تو وہ چند گھنٹوں میں تباہ کر دی گئیں۔ بعض چند دنوں میں اور بعض چند گھنٹوں میں۔

اس لئے اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ آپ کا ہمسایہ ایک بہت طاقتور ہمسایہ ہے جو ساتھ جُڑا ہوا ہے۔ امریکہ آپ سے دور ہے۔ وہ چاہے بھی تو اُس وقت آپ کی مدد کو نہیں پہنچ سکے گا۔ ایک دفعہ جب قائدِ اعظم حیدرآباد دکن تشریف لے گئے تو وہاں اُن کی گفتگو بہادر یار جنگ صاحب سے ہوئی۔ وہ ہمیشہ سے مسلم لیگی تھے لیکن انہوں نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم الگ یہاں اپنی آزادی کا اعلان کر دیں اور پاکستان ہماری حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ ہمیں آپ کے ارادوں پر تو کوئی شک نہیں مگر حالات بڑے خطرناک ہوں گے کہ ایک چھوٹی سی ریاست، ایک بڑی طاقت (ہندوستان / بھارت) کے درمیان گھری ہوئی، اپنی آزادی کا اعلان کر دے اور پاکستان دور بیٹھے اُس کی حفاظت کا ذمہ دار ہو جائے۔ تو قائدِ اعظم نے جواب میں کہا کہ اگر ایسا ہوا تو ہم تمہاری مدد کو آئیں گے۔ یہ ہماری COMMITMENT ہے۔ اس پر بہادر یار جنگ نے غالب کا یہ شعر پڑھا۔ ؎

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے، لیکن　　خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

ہم یہ تو نہیں کہتے کہ تم تغافل کرو گے۔ تم تو ایک با اصول راہنما ہو۔ اپنے وعدوں سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹو گے لیکن دشمن اتنا قریب اور اتنا طاقتور ہے کہ تمہیں خبر ہونے سے پہلے پہلے ہم ملیامیٹ ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب وقت آیا۔ تو بالکل یہی بات ہوئی۔

اس لئے روس کے ساتھ ہمارا جو جغرافیائی قُرب ہے، اُس کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے۔ تو امریکہ کو صاف بتانا پڑے گا کہ اس ملک (روس) کو تم کبھی ہم دشمن نہیں بنا سکتے اور تمہاری خاطر ہم کوئی ایسی پالیسی اختیار نہیں کریں گے جس کے نتیجے میں ہمارا یہ بڑا ہمسایہ ہمارا دشمن بن جائے۔

اپنی سوچ میں پختگی اور بلوغت پیدا کریں۔ اور اس بات سے بے نیاز ہو جائیں کہ آپ اس دفعہ طاقت میں آتے ہیں کہ نہیں۔ اگر تمام سیاسی لیڈر M.R.D (تحریک بحالی جمہوریت) کے نیچے یا کسی اور جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہو کر، پختہ سوچ کے ساتھ ان امور کو ٹھنڈے دل کے ساتھ مذاکرات کی شکل میں، فوج کے سامنے رکھیں؛ امریکہ کے سامنے رکھیں۔ روس کے سامنے رکھیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ پاکستان کے لئے ایک عظیم صبح طلوع ہوگی۔ پاکستان کے اندر بنیادی طور پر وہ انسانی قوت موجود ہے جس میں لامتناہی ترقیات کے عناصر موجود ہیں۔ اِس لئے ہمیں دُعا بھی کرنی چاہیئے۔ اور

مباہلے کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ جو معجزہ رُونما ہوا ہے، ہمیں یہ دُعا بھی کرنی چاہیئے کہ یہ اس قوم کے لئے روحانی برکتوں ہی کا موجب نہ بنے بلکہ دُنیاوی برکتوں کا بھی موجب بن جائے۔

کیونکہ دشمنیاں تو مقصد نہیں تھیں۔ کسی کی ہلاکت سے تو خوش ہونے والے ہم لوگ نہیں ہیں۔ اس مباہلے کے نتیجے میں جو اعجازی نشان ہے۔ ہمارے لئے مزید خوشیاں، مزید روشنیاں لے کر آئے گا۔ اگر اس کے نتیجے میں قوم روحانی لحاظ سے بھی فائدہ اُٹھائے اور دُنیاوی لحاظ سے بھی فائدہ اُٹھائے۔

اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے (آمین)

صد سالہ جشنِ تشکر کے سلسلے میں

یتامیٰ کو گود لینے کی تحریک

اور

ایک ضروری اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے صد سالہ جشنِ تشکر کے منصوبے کا ایک اہم حصہ یتامیٰ کو گود لینے کی تحریک ہے۔ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان میں سے جو دوست اس بابرکت تحریک میں حصہ لیتے ہوئے کسی یتیم بچے کی کفالت اور تعلیم و تربیت وغیرہ کی ذمہ داری قبول کرنا چاہتے ہوں، وہ اپنے نام اور کوائف سے جوبلی دفتر کو مطلع فرمائیں تاکہ مرکزی جوبلی کمیٹی اور حضور انور کی خدمت میں اطلاع دی جا سکے۔

(۲) ــ جن خاندانوں میں یتیم بچے ہیں اور وہ حضور انور کی تحریک پر یتیم بچوں کو گود لینے کی خواہش رکھنے والے افراد کو نظام جماعت کی معرفت اپنے یتیم بچے (لڑکے یا لڑکیاں) سپرد کرنے کو تیار ہوں، مقامی جماعت کے امیر / صدر صاحب کی معرفت اپنی رضامندی اور یتیم بچوں کے مندرجہ ذیل کوائف سے خاکسار کو جلد اطلاع دیں۔

نام بچہ۔ لڑکا یا لڑکی۔ نام والدین۔ عمر۔ صحت۔ دیگر خاندانی کوائف وغیرہ

خاکسار: مرزا وسیم احمد

صدر صد سالہ جشنِ تشکر کمیٹی قادیان بھارت

ولادت

اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ۱۰ اکتوبر ۸۸ء عزیزم محمد عارف صاحب عباسی لکھنؤ کو ایک بیٹی کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام "محمد طیب" تجویز کیا گیا ہے جو مکرم مولوی محمد یوسف صاحب درویش مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کا نواسہ اور مکرم محمد عرفان صاحب عباسی لکھنؤ کا پوتا ہے۔ مکرم مولوی صاحب موصوف ۱۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے نومولود کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور نیک و خادمِ دین بننے کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

بقیہ صفحہ ۱۱

احمدیت قائم ہو چکی ہے۔ اور علاقہ وارنگل وغیرہ میں ۲۷ مقامات پر تقریباً پونے چار ہزار نیم مسلم افراد نے احمدیت قبول کی اور نشہ استعمال کرنے، استھانوں پر قربانی اور شراب نوشی کو ترک کر کے اسلامی طریق اختیار کئے۔

(۳) ــ وقفِ جدید کو عالمگیر تحریک بنانا ہندوستان کے لئے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ جدید کی تحریک کو عالمگیر تحریک بناتے ہوئے اس کے پس منظر کی طرف (آگے صفحہ پر ملاحظہ)

احمدیہ مسلم صد سالہ جشن تشکر

(۱۸۸۹ - ۱۹۸۹ء)

مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۸۹ء کو "نفلی روزہ" کا اہتمام

AMC NEWS - I/10

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اُس نے باوجود معاندین سلسلہ کی طرف سے شدید مخالفت اور امتحانات کے ایسے شاندار طریق پر احمدیت کی پہلی صدی کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔ لہٰذا اللہ جلّ شانہٗ کے حضور نذرانۂ عقیدت و تشکر پیش کرنے کے لئے دُنیا کے تمام احمدی افرادِ جماعتِ احمدیہ کی پہلی صدی کے اختتام اور دوسری صدی کے استقبال کے موقعہ پر ۲۳ر مارچ ۱۹۸۹ء کو "نفلی روزہ" کا اہتمام کریں۔

احمدیہ مسلم صد سالہ جشن تشکر

(۱۸۸۹ - ۱۹۸۹ء)

۲۲/۲۳ر مارچ کی درمیانی شب کو "نمازِ تہجد" باجماعت کا اہتمام

AMC NEWS - 9/10

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اُس نے باوجود معاندین سلسلہ کی طرف سے شدید مخالفت اور امتحانات کے ایسے شاندار طریق پر احمدیت کی پہلی صدی کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔

لہٰذا اللہ جلّ شانہٗ کے حضور نذرانۂ عقیدت و تشکر پیش کرنے کے لئے دُنیا کے تمام احمدی افرادِ جماعتِ احمدیہ کی پہلی صدی کے اختتام اور دوسری صدی کے استقبال کے موقعہ پر ۲۲/۲۳ر مارچ ۱۹۸۹ء کی درمیانی شب کو خاص طور سے "نمازِ تہجد" باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ خدانخواستہ کہیں ایسا ممکن نہ ہو تو وہاں افراد الگ گھروں میں ہی نمازِ تہجد ادا کریں۔

مشتاق احمد شائق
سیکریٹری مرکزی ادارہ عملدرآمد صد سالہ جشن تشکر
لندن

افتتاح بیت النصرت لائبریری

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

الحمد للہ کہ تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ لجنہ اماء اللہ بھارت کو خدا تعالیٰ نے اپنے چندہ سے بھارت میں اپنی بلڈنگ تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مورخہ ۹ر اکتوبر کا دن افتتاحی تقریب کے لئے رکھا گیا تھا۔ تاکہ اجتماع پر آنے والی نمائندگان اس میں شرکت کر سکیں۔

لائبریری کو مختلف بینرز اور رنگین قمقموں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ ۹ر اکتوبر کو شام ۴ بجے تمام مستورات لوکل قادیان اور بیرونی نمائندگان بیت النصرت لائبریری کے صحن میں جمع ہو گئیں۔

تلاوت قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم دعائیہ کلام کے بعد محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ قادیان نے بہنوں سے خطاب فرمایا جس میں انہوں نے بتایا لجنہ مرکزیہ کی پہلی لائبریری جس کا نام سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے "امۃ الحیؔ لائبریری" رکھا تھا۔ جو اب ربوہ میں ہے قائم ہوئی تھی۔ قادیان میں تقسیم ملک کے ۴۲

محترم مولانا منیر الدین صاحب شمس ایڈیشنل وکیل الاشاعت کا دورہ ہند

ایک نامہ نگار کے قلم سے

احباب کرام کو معلوم ہے کہ ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ قائم ہوئی اور آئندہ سال اس تاریخ کو جماعت احمدیہ دوسری صدی میں داخل ہو گی۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں صد سالہ جشن تشکر منایا جا رہا ہے۔

اس سلسلہ میں ہر ملک میں جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ اور بہت سے پروگرام ہیں۔ مثلاً قرآن مجید کے تراجم کرانے اور طبع اور شائع کرنے۔ جلسوں کا انعقاد، نمائش آراستہ کرنے۔ یتامیٰ کی امداد۔ کھانا کھلانا وغیرہ۔ اس روز روزہ رکھنے متواتر دعائیں کرنے خاص طور پر دلوں کی صفائی کر کے احباب تقویٰ کے ساتھ نئی صدی میں داخل ہوں اور تبلیغ کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ متواتر خطبات کے ذریعہ مندرجہ امور کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہندوستان جیسے وسیع ملک میں مبعوث ہوئے لہٰذا اس ملک میں صد سالہ جشن تشکر منانے کے لئے خصوصی تیاری اور تیز رفتاری اور خاص جوش و جذبہ کا مظاہرہ ہونا چاہیئے۔ اس وجہ سے سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں محترم خواجہ منیر الدین صاحب شمس وکیل الاشاعت لندن کو اپنے خصوصی نمائندہ کے طور پر بھجوایا۔ کیونکہ وقت اب بہت کم رہ گیا ہے۔ اور درپیش کام بہت زیادہ ہے۔ حضور کا منشاء مبارک یہ ہے کہ وہ جائزہ لیں کہ کس کس کام کے بروقت کرنے کے لئے خاص توجہ درکار ہے۔ اور اس بارے میں وہ مشورہ دے سکیں۔

آپ بمبئی۔ حیدر آباد۔ مدراس۔ کلکتہ۔ دہلی۔ راجستھان۔ سری نگر کے بعد ۱۲ سے ۱۹/۱۰/۸۸ تک قادیان میں قیام پذیر رہے اور ۲۳/۱۰ سے [illegible] تک علاقہ ورنگل میں کئی قائم شدہ جماعتوں کا دورہ کرنے کے بعد ۲۹/۱۰ کو لندن واپس روانہ ہونگے۔

انہوں نے ان تمام جماعتوں کا جائزہ لیا اور بعض جماعتوں میں اور قادیان میں ویڈیو کیسٹ بھی دکھایا گیا جو آپ ساتھ لائے تھے۔ جو باعث ازدیاد ایمان ہوا۔

آپ کی آمد سے ہر ایک پر ظاہر ہوا کہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی نگرانی کس [illegible] سے فرما رہے ہیں۔ اور جماعت کی بہبودی اور تقویٰ میں ترقی کا کس قدر خیال ہے۔ اس لحاظ سے یہ دورہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ الحمد للہ۔

---

۴۲ بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے یہ پہلی بلڈنگ تعمیر ہوئی ہے۔ جو لجنہ اماء اللہ نے تعمیر کی ہے۔ اس بلڈنگ کی تعمیر کی ساری ذمہ داری حضور نے بھارت کی لجنات پر ڈالی تھی۔ الحمد للہ بھارت کی لجنات کو اللہ تعالیٰ نے اس ذمہ داری کو اُٹھانے کی توفیق دی۔ اس بلڈنگ پر تین لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ اس کی بنیاد ۹ر جنوری ۱۹۸۷ء کو رکھی گئی اور جولائی ۱۹۸۸ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس کا نام "بیت النصرت لائبریری" رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری عاجزانہ دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اس لائبریری سے فائدہ اُٹھانے۔ دینی کتب کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رپورٹ مرتبہ۔ بشریٰ طیبہ جنرل سیکریٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

درخواست دعا

مکرم خورشید احمد صاحب وانی آف اوڑی گام کشمیر ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے۔ موصوف نے ۲۰ روپیہ اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ والدہ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد کی کامل و عاجل صحت یابی کے لئے قارئین بدر سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (ادارہ)

وقفِ جدید کا اجراء اور اس کے مقاصد

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان - !

(۱)

وقفِ جدید کی بابرکت تحریک کا اجراء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۸ء میں دیہی جماعتوں میں تعلیم وتربیت اور تبلیغ کا کام مبلغین کے ذریعہ ہورہا تھا مگر دیہی جماعتوں میں مبلغین کی کمی کی وجہ سے جمود طاری ہو چکا تھا اور بعض جماعتوں میں تربیت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو چکا تھا۔ ایسی صورتِ حال سامنے آنے پر حضورؓ نے اس تحریک کا اجراء فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی کتب میں تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں احبابِ جماعت کو تلقین فرمائی ہے چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

○ اشاعت دین کے لئے ..... ہر جگہ واعظ، مناظر مقرر ہوں اور وہ) بندگانِ خدا کو دعوتِ حق کریں۔

(نشانِ آسمانی صـ۴۲ و تبلیغ رسالت جلد دوم صـ۱۰۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا خواہش اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات پر نظر ڈالی جائے تو بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وقفِ جدید کی تحریک میں حضور علیہ السلام کی خواہش کی تکمیل کار فرما ہے۔

نوجوان زندگیاں وقف کریں

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے وقفِ جدید کی اس بابرکت تحریک کے اجراء کے سلسلہ میں احبابِ جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"نوجوان اپنی زندگیاں وقفِ جدید کے لئے وقف کریں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے مشابہت حاصل کریں۔ اور حضرت معین الدین چشتی ..... حضرت شہاب الدین سہروردی اور حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اولیاء و صوفیاء کے نقشِ قدم پر چلیں اور روحانی طور پر ویرانوں کو آباد کریں۔

مسلمانوں کو تعلیم دیں قرآن کریم اور حدیث پڑھائیں اور اپنے شاگرد تیار کرکے دور دور مقامات پر پھیلائیں اور نورِ اسلام پھیلائیں۔"

(الفضل ۶ر فروری ۱۹۵۸ء)

حضور نے اس بابرکت تحریک کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے احبابِ جماعت کو تلقین فرمائی۔

○ جماعتوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں ایسے افراد مہیا کرنے چاہئیں جو بطور معلم خدمت بجالا سکیں۔"

(بدر ۹ر مئی ۱۹۷۸)

اس تحریک کی اہمیت

جماعت کا بھرپور تعاون حاصل کرنے کیلئے اور مزید توسیع کی غرض سے حضورؓ نے مزید توجہ دلائی کہ

"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور وہ پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا ..... خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اُتارے گا۔"

(الفضل ۷ر جنوری ۱۹۵۸ء)

احباب زیادہ سے زیادہ چندہ دیں

اس پر احبابِ جماعت نے مالی قربانیوں کے ساتھ معلمین بھی مہیا کرنے شروع کئے لیکن یہ سمجھ لیا کہ چھ روپے اور بعد میں بارہ روپے ادا کرنا ہی معیار ہے اس پر حضورؓ نے فرمایا

"کم سے کم رقم دے کر وقفِ جدید کی تحریک میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ لیکن دوستوں نے اسے زیادہ سے زیادہ رقم قرار دے لیا ..... جب یہ بات پوری سمجھ آجائے گی ..... تو ایسے مالدار نکلیں گے جو ... ہزار ڈیڑھ ہزار چار ہزار بھی دے دیں گے۔"

(الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۵۸ء)

ہزاروں افراد کا لبیک کہنا

حضورؓ کے اس ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے ہزاروں افراد ایک ہزار روپے سے لے کر پانچ ہزار روپے اور اس سے بھی زیادہ چندہ مسلسل دے رہے ہیں۔

رشد واصلاح کا جال پھیلانے کی تلقین

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ ۱۹۵۸ء سے معلمین وقف جدید کے ذریعہ ہندوستان میں تعلیم وتربیت کا کام ہو رہا ہے۔ خلافتِ رابعہ میں تعلیم وتربیت کا کام حضورؒ کی خواہش کے مطابق وسعت اختیار کرتا جا رہا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خواہش تھی کہ ——

"ہماری جماعت ... اگر ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاروں طرف رشد واصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا ... اب مہاجال ڈالنے کی ضرورت ہے اور اس کے ذریعہ گاؤں گاؤں ... بلکہ گاؤں کے ہر گھر تک ہماری (آواز) پہنچ جائے۔"

(الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۵۸ء)

(۲)

اس بابرکت تحریک میں بچے شامل ہوں - والدین کی ذمہ داریاں

بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بابرکت تحریک میں بچوں کو بھی شامل فرمایا اور بچوں اور ان کے والدین کو بار بار متوجہ فرمایا کہ :—

"آج احمدی بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) سے اپیل کرتا ہوں کہ اے خدا اور اس کے رسول کے بچو! اُٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقفِ جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے اُسے پُر کر دو۔"

(الفضل ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۶ء)

○ اگر مائیں چھوٹے بچوں کو وقتی خوشی کے سامان پہنچانے کے لئے بجائے آنہ۔ دونی یا چونی وصول کرکے وقفِ جدید میں دے دیں اور اس طرح اُن کے لئے ابدی خوشیوں کے حصول کے لئے سامان پیدا کر دیں تو وہ بڑی ہی اچھی مائیں ہوں گی اپنی اولاد کے حق میں۔"

(الفضل ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۶ء)

نیز بچوں کو تلقین فرمائی کہ اس بابرکت تحریک کے جملہ اخراجات وہ اپنے چندوں سے پورا کریں۔ چنانچہ حضورؒ فرماتے ہیں

"جماعت کے نوجوان بچے اور چھوٹے بچے جنہیں میں نے اس میں شامل کیا ہوا ہے وقفِ جدید کا سارا بوجھ اپنے کندھوں پر اُٹھائیں۔"

(الفضل ۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۸ء)

وقفِ جدید کے خوشکن نتائج وثمرات

معلمین وقفِ جدید کے ذریعہ تعلیم وتربیت کا جو کام ہو رہا ہے خدا کے فضل سے اس کے خوشکن نتائج برآمد ہوئے لیکن جس رفتار سے کام ہونا چاہیئے تھا اس پر معلمین کی کمی اور مالی وسائل کی کمی حائل تھی۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۶ء میں اس بابرکت تحریک کو عالمگیر تحریک بنا دیا جس کا مقصد مالی وسائل کی کمی پوری کرکے معلمین کی تعداد میں اضافہ مقصود تھا چنانچہ اس تحریک کے اجراء کے بعد ہی وسیع پیمانہ پر تعلیم وتربیت کا جال۔ ہندوستان میں خصوصاً علاقہ ارتداد اور بعض پسماندہ علاقہ جات میں پھیلا دیا گیا اور ساتھ ہی مضافاتِ قادیان میں خدا کے فضل سے اضلاع گورداسپور امرتسر۔ جالندھر۔ ہوشیارپور۔ کپورتھلہ اور مالیر کوٹلہ میں ایک سو پندرہ مقامات پر تین ہزار اکیس افراد بیعت کرکے

(باقی صـ۹ پر)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی دُعا کی عظمت

تاریخ احمدیت میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کی ذات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرب صحابی اور مقبول دُعاؤں کی معجزانہ شخصیت سے متعارف ہے۔

۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے کہ میرا بڑا بیٹا ابھی چند ماہ کا تھا کہ سخت بیمار ہو گیا۔ میں اپنے سسرال سے اس کو لے کر اپنے میکے کھاریاں آ گئی علاج معالجہ کے لئے یہاں آ کر بہت سے ہسپتالوں میں گئی بہت علاج کروایا۔ مگر فائدہ کی بجائے مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ پھر گجرات جہلم کے ڈاکٹروں کے علاج سے بھی حالت نہ سنبھلی۔ میرے والدین بھی بڑے پریشان تھے جو علاج کیا اس کو اُلٹا ہی پڑا۔ اسی دوران حضرت مولانا غلام رسول صاحب کا تقرر کھاریاں میں ہو گیا میں حضرت مولانا کی خدمت میں ہر روز بچہ کو لے کر حاضر ہوتی۔ حضرت مولوی صاحب بچہ کے لئے دُعا کرتے اور فرماتے کہ ٹھیک ہو جائے گا یہ بچہ بڑا ذہین اور بڑا ہی زیرک ہو گا اس کی آنکھ بڑی زیرک ہے۔ میں خود بھی دُعا کرتی کہ خدا مولوی صاحب کی زبان مبارک کر دے اگر نہیں تو بھی اس کو زیرک بنا دے اور صحت عطا فرما دے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتی یا اللہ قادر کریم حیی و قیوم خدا تو مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ تو اس بچہ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرما دے میں اس کو تیرے دین کی خاطر وقف کر دوں گی اللہ تعالیٰ پر دردگار ہے یہ عہد باندھتے ہوئے دُعا کی مگر بچہ تو ہر دن کمزوری کی طرف جا رہا تھا حتیٰ کہ ایک دن نماز عشاء کے وقت میری امی جان نماز کے لئے وضو کر رہی تھی کہ بچہ بے ہوش ہو گیا آنکھیں پھر لیں میں نے اپنی امی جان کو آواز دیتے ہوئے پکارا کہ منیر احمد بے ہوش ہو گیا ہے وہ جلدی سے آئیں اور ہاتھ میں وضو کا پانی تھا وہی منہ پر چھڑک دیا اور ہلایا منہ میں پانی ڈالا۔ مجھے فرمانے لگی کہ جلدی جاؤ حضرت مولوی صاحب کے پاس ان کی خدمت میں دُعا کے لئے حاضر ہو۔ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے سنایا کیا بات ہے اس وقت گھبرائی ہوئی معلوم ہوتی ہو

عرض کیا مولوی صاحب منیر احمد کی حالت بڑی خراب ہو گئی ہے میں دُعا کی درخواست کے لئے آئی ہوں۔ وہ خود بھی بڑے پریشان ہوئے۔ مجھے فرمایا کہ آج بھی دُعا کروں گا اور آپ خود بھی آج بہت دُعا کریں اور فرمایا کہ جاؤ اپنی پھوپھی ہاجرہ بیگم صاحبہ زوجہ مولوی عبدالمغنی صاحب احمدیہ کھاریاں کی عرصہ دراز تک صدر لجنہ اماء اللہ رہی ہیں کو دُعا کے لئے کہو اور کہو کہ آج ساری رات منیر احمد کے لئے دُعائے خاص کریں اور ۲ نفل ادا کریں اور مجھے فرمایا کہ تم بھی رات ۸ نفل منیر احمد کے لئے پڑھو اسی طرح میری امی کے لئے بھی فرمایا کہ ان کو بھی کہیں کہ سب دو دو نفل پڑھیں عزیزوں سے بھی درخواست دُعا کی۔ مجھے خود کہاں نیند آئی تھی رات بھر نماز پڑھتی رہی۔ رات کو ایک بجے حضرت مولوی صاحب کو آواز آئی کہ اُٹھو دُعا کرو۔ مولوی صاحب فرماتے کہ مجھے زور دار آواز سے فرشتہ نے جگایا اور اُٹھتے وضو کیا نماز شروع کر دی نماز شروع کی کہ آج خود خدا نے جگایا بڑی دُعا کی۔ دُعا کرتے ہوئے کشفی نظارہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گیا اور فرماتے کہ میں نے اس بے قراری میں منیر احمد کو اُٹھایا اور اللہ کی گود میں دے دیا اور کہا یا اللہ اس بچہ پر رحم فرما اور تو اس کو شفا عطا فرما اس کی ماں بڑی بے قرار ہے۔ صبح کی نماز میں حضرت مولوی صاحب مسجد احمدیہ کھاریاں میں تشریف لائے تو احباب جماعت جو نماز کے لئے جمع تھے سب کو یہ واقعہ سنایا اور ان میں میرے ابا جان مرحوم و مغفور بھی تھے میرے والد صاحب گھر تشریف لائے تو کہنے لگے آج ایک عجیب کشف حضرت مولوی صاحب نے دیکھا ہے۔ اور پورا واقعہ بیان فرما دیا۔ اور فرمانے لگے کہ اب آج سے کوئی دوائی وغیرہ نہیں دینی۔ میں نے ایسا ہی کیا اور بچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ان کی مقبول دُعا سے صحت یاب ہونے لگا بلکہ ہفتہ بھر میں اس کے جسم میں جان آگئی۔

حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ اتنا موٹا ہو گا کہ تم حیران ہو گی۔ اکثر جماعت کے احباب نے اپنے گھروں میں یہ آنکھوں دیکھا واقعہ سنایا۔

میرے اللہ تعالیٰ نے اپنی نظر کرم فرمائی اور منیر احمد کو صحت و تندرستی عطا فرمائی اور اس فرمانبردار بیٹے نے سکول جب ختم کیا تو کالج میں داخلہ لینے کی درخواست کی میں نے کہا بیٹا میں نے تو تمہیں خدمت دین کے لئے وقف کیا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہوئے یہ عہد کیا تھا کہ تمہیں وقف کروں گی۔ فرمانبردار بیٹے نے کہا امی جان آپ کا یہ ارادہ ہے تو میں وقف کر دیتا ہوں۔ فوراً اپنا ارادہ بدل لیا اور جا کر ربوہ جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے بیٹے کو اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ جامعہ پاس کر کے خدمت دین کے عظیم جہاد میں ایک ادنیٰ خادم و سپاہی کی حیثیت سے اس وقت امریکہ میں لاس اینجلس میں بطور مربی سلسلہ احمدیہ کام کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے وہاں پر ایک نہایت عمدہ مشن ہاؤس اور مسجد بنوائی ہے اسی دوران ان پر فروری میں دل کا شدید حملہ ہوا اور وہاں ڈاکٹروں

نے لیچے لئے آلہ جات سے نالیاں کھولنے کی کوشش کی مگر دو تین ماہ بعد ان پر دوبارہ حملہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ اب آپریشن کے بغیر کوئی چارہ نہیں دو نالیاں پھر بند ہو گئی ہیں۔ مورخہ ۲۸ ستمبر یا ۹ ستمبر کو ان کے دل کا آپریشن ہو گیا ہے اب میں پھر اپنے بیٹے کے لئے قابل احترام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگوں کی خدمت اور پیارے درویشان قادیان کی خدمت میں دردمندانہ دُعا کی درخواست کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان خادم دین سپاہی کو پہلے کی طرح کام کرنے والی خدمت دین سے بھرپور زندگی اور صحت عطا فرما کر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے سر پر سلامت رکھے اور آپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔

نیز میں ان سب احباب جماعت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے میرے بیٹے کے علاج میں مدد دی اور ان کی خدمت کی اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

میرے چھوٹے بھائی مبشر احمد حسن کے دل کا آپریشن دو سال قبل ہوا تھا بعد کی پیچیدگیوں سے کامیاب نہیں ہو سکا۔ وہ اکثر بیمار رہتے ہیں اور کوئی کام بھی نہیں کر سکتے ان کے لئے بھی میں دُعا کی درخواست کرتی ہوں۔ مبشر احمد حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ صحابی کے پوتے ہیں عاجزانہ درخواست دُعا ہے۔

والسلام۔ مبارکہ بیگم
اہلیہ الحاج چوہدری بشیر احمد حلال کینیڈا

دُعائے مغفرت

محترمہ ڈاکٹر امیر الدین صاحبہ لاس اینجلس کیلی فورنیا امریکہ سے تحریر فرماتی ہیں کہ انتہائی افسوس اور دُکھ سے عرض ہے کہ خاکسار کی بڑی بہن محترمہ آمنہ صدیقہ (دختر چوہدری نبی بخش صاحب مرحوم) ۲۶ اگست کو کیلی فورنیا سے شادی میں شمولیت کے لئے دو رجنڈیا گئیں۔ وہاں ۲۹ ستمبر بروز جمعہ ہسپتال میں داخل ہوئیں۔ اور ۳ ستمبر کو بروز جمعۃ المبارک صبح دس بجے بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۔ مرحومہ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا اعلیٰ نمونہ ہمارے لئے چھوڑا ہے وہ نیک صالحہ۔ پابند صوم و صلوٰۃ، تہجد گزار، صابرہ و شاکرہ برضائے الٰہی تھیں۔ بے حد پیار و مہمان نواز خاتون تھیں۔ والدین کی وفات کے بعد اپنے چھوٹے بہن بھائیوں سے بچوں کا سا سلوک کیا۔ انہوں نے اپنے پیچھے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

قارئین بدر سے مرحومہ کی مغفرت، بلندئ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

آخری قسط

تسلسل کیلئے دیکھیں شمارہ ۲۹ ستمبر

قبولِ احمدیت میں ہماری داستاں یہ ہے

میرے پیارے ابّاجان حضرت مولانا عبد المالک خاں صاحب شاہد مرحوم

از مکرم عبد الرّب انور محمود خان صاحب - ایم - ایس سی - ایم - بی - ایس - لاس اینجلیس ــــــ امریکہ

مخلوقِ خدا سے ہمدردی اور دُعا کی عادت

ان گنت بے روز گاران کی امداد کیلئے بے شمار سفارشی خطوط بائے روز گار کی فراہمی کے لئے لکھے۔ مگر ساری زندگی کبھی اپنی ذات یا اپنی اولاد کے حق میں کسی سے ذاتی مراعات یا امداد کے لئے دستِ سوال دراز نہ کیا۔ بلکہ قناعت اور توکل علی اللہ کی جیتی جاگتی تصویر بنے رہے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ساری زندگی کبھی ایک لمحہ ایسا نہ آیا کہ مجھے کسی جائز چیز کی ضرورت ہو اور میرے خدا نے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر میری اس ضرورت کو اپنی جناب سے پورا نہ فرمایا ہو اور اکثر آپ کی آواز ان الفاظ کو بیان کرکے گلوگیر ہو جاتی تھی۔ دُعا آپ کی زندگی کا سب سے اہم جزو تھا اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے لیٹے لیٹے سوتے میں کروٹ بدلتے وقت درود شریف اور تسبیحات کا ورد فرماتے تھے۔ حضرت ابّاجان کی ساری اولاد اس بات کی گواہ ہے کہ کبھی بھی ہم میں سے کوئی یہ کہتا کہ میں نے فلاں کامیابی حاصل کی یا فلاں کام کر لیا تو سخت ناراضگی سے فرماتے شرک کر رہے ہو ہمیشہ یہ کہو خدا کے فضل کے ساتھ یا انشاء اللہ۔ اور اپنی ذات اور کوششوں کو ہمیشہ پیچھے رکھو۔ کوئی نیا لباس زیب تن فرماتے یا کوئی تحفہ وصول کرتے تو گھر آکر کہتے کہ میرے خدا نے میرے لئے نئی شیروانی بھجوائی ہے یا میری فلاں ضرورت کیسی پوری کی ہر روز رات کو تمام بچوں کے بستروں پر جاتے اور درود شریف سورۃ فاتحہ اور دیگر تسبیحات پڑھ کر دم کرتے۔ ایک مرتبہ میری بڑی ہمشیرہ فرحت اختر الدین کو امریکہ میں ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ بیٹی امریکہ کی سب سے اونچی عمارت (جو اس وقت ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ تھی) کی چھت پر جا کر کثرت سے تسبیحات اور درود پڑھ کر ساری فضاء میں پھونک دینا۔

تسبیحات اور درود کا ورد کرتے وقت اکثر آپ کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی دیکھی گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حضرت مسیح موعودؑ کا مشہور عربی قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان پڑھ کر اکثر آپ کی ہچکیاں بندھ جاتیں اکثر ترنم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ذاتی شخصیت میں آپ کا چہرہ اس قدر بارعب تھا کہ اکثر لوگ آپ کی وجاہت سے مرعوب ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ مگر جذبات میں اسقدر رقیق القلب تھے کہ فوراً آنکھیں پرنم ہو جاتی تھیں۔ اختتامی دُعاؤں میں ساری جماعت کو رُلا دیتے تھے۔

ہر شخص جو آپ کو دُعا کے لئے کہتا تھا اس کے لئے دُعا کرتے بلکہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنی دُعاؤں کو حضرت آدمؑ سے شروع کرو اور لقائے انسانی تک کو محیط کر لو اور کسی شخص کو بھی دُعاؤں سے محروم نہ کرو۔ نہایت التزام سے تہجد پڑھا کرتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت اکثر خارج اوقات میں کرتے دیکھا گیا بے شمار مرتبہ قرآنی آیات آپ کے خوابوں کا بڑا حصّہ ہوتی تھیں۔ بالخصوص استخارہ فرماتے تو قرآنی آیات کو تحریر کیا ہوا دیکھتے اور ان سے مدعا کی طرف اشارہ ہوتا تھا خاکسار کو اس کی بے شمار امثال بطور نمونہ سنائیں الغرض حضرت ابّاجانؒ فی الحقیقت ایک ایسا وجود تھے جن کو دیکھ کر خدا تعالیٰ یاد آجاتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے عشق

بحیثیت ایک مبلغ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کُتب کے مطالعہ سے بے حد شغف تھا۔ آپ اس قدر انہماک سے ان کا مطالعہ فرماتے کہ رشک آتا تھا۔ حضور علیہ السّلام کی کُتب کے بے شمار اقتباسات لفظاً لفظاً آپ کو حفظ تھے۔ اکثر آپ کی تقاریر میں ہم نے الوصیت کے اقتباسات آئینہ کمالاتِ اسلام کی عبارات۔ اربعین کے مختلف حصص تحفہ گولڑویہ کے چیدہ چیدہ پیراگراف۔ ازالہ اوہام کے صفحات درثمین اُردو فارسی اور عربی کے اشعار عربی قصیدہ کے مختلف حصّے اکثر و بیشتر سماعت کیے ہیں۔ بالخصوص حضرت مسیح موعودؑ کی عبارات جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ذوالاصفات میں تحریر کی ہیں وہ آپ کو خوب یاد تھیں اور آپ ان عبارات سے اپنی تقاریر کو خوب مزین فرماتے تھے۔ آپ کی تقاریر کی جان یہی قیمتی جواہر تھے جو آپ نہایت خوبصورتی کے ساتھ اپنی تقاریر کا جزو بناتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس علم کلام کی نمائش بالخصوص آپ کی تبلیغی گفتگوؤں میں نظر آتی تھی ایسا ساحرانہ اثر آپ حاضرین پر فرماتے تھے کہ لطف آجاتا تھا۔ خاکسار کو گھنٹوں بے شمار تبلیغی محافل میں ساتھ رہنے کا اتفاق رہا اور حضرت ابّاجان حضورؑ کی ایک عبارت کے بعد دوسری اس روانی اور اعتماد سے سُناتے جیسے کہ فی الواقعہ کتب کھول کر پڑھ رہے ہوں۔ بلکہ ایک مرتبہ خاکسار نے کمرۂ گفتگو سے باہر آکر فی الحقیقت حضورؑ کی کتاب اربعین کھول کر موازنہ کیا کہ کیا ابّاجان درست بیان کر رہے ہیں اور دو صفحات جو ابّاجان نے بیان کیا لفظاً لفظاً درست تھے۔ حضرت ابّاجان نے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان خاکسار پر یہ فرمایا کہ چھوٹی جماعت سے خاکسار کو حضور علیہ السّلام کی کُتب سے دلچسپی پیدا کی اور فرمایا کہ میں سلسلہ کی ہر کتاب دو عدد خریدتا ہوں ایک اپنے لئے اور ایک تمہارے لئے۔

ایک مرتبہ مجھے فرمایا کہ جس شخص کو حضور علیہ السلام کی کتب پر عبور حاصل ہو جائے تو تبلیغی راہ میں خدا تعالیٰ وہ فراست عطا کر دیتا ہے جس کا خود کو یقین نہیں آتا۔ فنِ گفتگو میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی برکت کا نتیجہ سمجھتے تھے۔ درس القرآن ہو یا درس حدیث یا کوئی اور علمی تقریر فی البدیہہ کسی موضوع پر گھنٹوں گفتگو کرنا یا تقاریر آپ کی علمیت کی ایک عمدہ مثال پیش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سلسلہ احمدیہ کے جیّد علماء کی صفِ اوّل میں شمار ہوتے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو کراچی میں رئیس المبلغین کا خطاب عطا فرمایا ہزارہا نفوس انسانی نے آپ کی تبلیغ سے اور خدا کے فضل سے راہِ ہدایت حاصل کی اور نعمت احمدیت ان کے حصّہ میں آئی۔ صرف غانا مغربی افریقہ میں تین سالہ قیام کے دوران ۱۳۰۰ افراد نے آپ کے ذریعہ احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ الحمد للہ

حضرت ابّاجان کو تحریر سے نسبتاً کم شغف تھا اپنی تقریر بھی اگر لکھنی ہوتی تو کئی مرتبہ اس کو لکھتے اور ہر دفعہ نیا مضمون یا نیا اسلوب بیان نظر آتا۔ اس کے باوجود آپ نے دو تین تصانیف مرتب فرمائیں اور کئی مضامین اخبارات میں شائع کروائے۔ ایک مرتبہ کچھ شیعہ مجتہدین سے تحریری مناظرہ بھی کیا جو کئی ماہ تک جاری رہا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے۔ خاکسار کو اچھی طرح یاد ہے کہ خاکسار کو یہ حکم دیا کہ جب ربوہ آؤ تو امام وقت کو سب سے پہلے اطلاع کرو جب ربوہ سے واپس جانے لگو تو امام سے اجازت لو اور حضرت مسیح موعودؑ کے جملہ اصحاب سے انفرادی طور پر ملاقات کرو اور اس کے بعد واپس چلے جاؤ۔ کئی مرتبہ خاکسار کو حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ۔ مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے پاس ملاقات کے لئے خود لے گئے اور خاکسار کا تعارف کرایا۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ اور مولوی عبد الواحد

صاحب میرٹھی کی صحبت میں اکثر خاکسار کو لے جایا کرتے تھے۔ اور اس طور پر صحابہ مسیح موعودؑ کا اکرام فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابا جان کا شاندار ساحرانہ طرز خطابت

آپ کے حالات زندگی نامکمل رہ جاتے ہیں اگر آپ کی اس انتہائی نمایاں خدا داد قابلیت کا ذکر نہ کیا جائے جس نے لاکھوں احمدیوں کے قلوب پر ایک سحر کن اثر چھوڑا ہے۔ آپ کی تقاریر کیا باعتبار علمیت اور کیا بلحاظ اسلوب بیان اور بالخصوص روانیٔ بیان اس قدر نمایاں مقام رکھتی ہیں کہ آپ جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے مستقل مقرر قرار پائے اور آپ کو سلسلہ احمدیہ کے شعلہ بیان مقررین میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو بلند آواز ورثہ میں عطا کی۔ اردو زبان پر عبور بھی کسی قدر ورثہ اور کسی قدر کوشش سے حاصل کیا۔ خیالات کو فوری طور پر مرتب کر کے فی البدیہہ پیش کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ دعویٰ اور دلیل کا ربط۔ تقریر میں حاضرین کی توجہ کو جذب کرنے کی صلاحیت اور ایک مستقل چہرے پر کھیلتی ہوئی مسکراہٹ آپ کی خوبیٔ خطابت کے نمایاں اجزائے ترکیبی تھے۔ تقریر چاہے چند منٹ کی ہو یا چند گھنٹوں کی نہ ہی آپ کبھی عنوان سے کنارہ کشی کرتے اور نہ ہی مرکز خیال سے قطع نظر۔ ابتداء سے انتہاء تک سامعین کی توجہ کو جذب کرنے کے لئے آپ کی تقاریر میں آواز کا زیر و زبر۔ لطائف۔ اشعار۔ واقعات تمثیلات سب کے سب اس قدر خوبصورتی سے پیش کئے جاتے تھے کہ حاضرین بے ساختہ نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

توکل علی اللہ اور ایک الٰہی نشان

اپنی شہادت سے ایک سال قبل خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپ سیدنا حضرت امیر المومنین کی معیت میں اسپین تشریف لائے اور اسپین سے خاکسار کی درخواست پر امریکہ تشریف لائے۔ اسپین کے سفر کے دوران آپ کے پاؤں میں زخم ہو گیا لیکن ذیابیطس کی وجہ سے آپ کو اس کا احساس نہ ہوا۔ امریکہ تشریف لاتے وقت یورپ میں ایک ٹریول ایجنٹ نے ٹکٹ فروخت کرتے ہوئے حضرت ابا جان کو تحریک کی کہ وہ ٹریول انشورنس بھی خرید لیں تاکہ سفر میں بیماری کے اخراجات کی وجہ سے دقت نہ ہو اس پر حضرت ابا جان نے فرمایا "میاں ہماری انشورنس خدا کے پاس ہے اور مجھے کسی انشورنس کی ضرورت نہیں"۔

جب امریکہ تشریف لائے تو اس زخم میں شدت ہو گئی عید الاضحیہ کے خطبہ کے لئے تشریف لے گئے بعد نماز آپ کو اس انفکشن کی وجہ سے سردی لگی اور تیز بخار چڑھ گیا۔ خاکسار ایک مقامی ڈاکٹر کے پاس لے گیا مگر اس علاج سے تسلی نہ ہوئی اس پر خاکسار نے ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب جو ہمارے احمدی ڈاکٹر ہیں کو صورت حال سے آگاہ کیا اس پر ڈاکٹر صاحب نے اگلے روز اپنے مکان پر آپ کا معائنہ کیا اور فرمایا کہ انفکشن بہت زیادہ ہے اور مشورہ دیا کہ ہسپتال میں داخل کر دیا جائے۔

چنانچہ یہاں لاس اینجلس کے LOS ALTOS HOSPITAL میں ایڈمنسٹریٹر سے بات چیت کر کے حضرت ابا جان کو داخل کروا دیا۔ امریکہ کے طریق کار کے مطابق تقریباً ہر شخص کے پاس ہیلتھ انشورنس ہوتی ہے جو کہ باقاعدہ خریدنی پڑتی ہے یا ۶۵ سال سے زائد عمر والوں کے لئے جو امریکن شہری ہو چکے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے انتظام ہوتا ہے۔ ابا جان مرحوم کے سلسلہ میں نہ پرائیویٹ انشورنس خریدی جا سکتی تھی اور غیر ملکی شہری ہونے کے باعث گورنمنٹ کی انشورنس بھی نہ مل سکی۔ لہٰذا ادائیگی کی بنیاد پر ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ۱۱ یوم تک آپ ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ تین مختلف ڈاکٹروں نے باقاعدہ علاج کیا۔ دو تین آپریشن کئے گئے ۱۱ دن کے قیام کے کل اخراجات تقریباً ½۱ لاکھ روپیہ آئے۔ ہم سب کو فکر تھی کہ یہ بڑی بھاری رقم کیونکر کیسے ادا ہوگی۔ خاکسار نے ابا جان مرحوم کو بڑی تسلی کرائی کہ بالکل فکر نہ کریں ضرورت پڑی تو مکان فروخت کر کے یا قرض لے کر یہ رقم ادا کر دی جائے گی۔

خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر نے جو کہ یہودی مذہب سے متعلق تھا اور جس کو یہ علم تھا کہ ابا جان اسلام کے مبلغ ہیں ان سب باتوں کے باوجود اس نے جملہ اخراجات معاف کر دیئے اور ایک پیسہ بھی کسی کو ادا نہ کرنا پڑا۔

اس طور پر خدا تعالیٰ نے حضرت ابا جان مرحوم کی بات کتنے شاندار طریق پر پوری فرمائی "ہماری انشورنس خدا تعالیٰ کی ذات ہے"۔

امریکہ کی سرزمین میں یہ واقعہ ایک معجزہ سے کم نہیں جو خدا نے اپنے بندے کے لئے ظاہر کیا۔ حق ہے کہ

کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

حضرت ابا جان کو خدا تعالیٰ نے انکے آخری وقت کے بارے میں قبل از وقت مطلع کر دیا تھا چنانچہ ۲ر اور ۳ر اگست کی درمیانی شب کو ابا جان نے رؤیا دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ تشریف لائے ہیں اور محترم ابا جان سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں مالک بلواتا، وقت آ گیا ہے اور پھر ابا جان کا ہاتھ پکڑ کر ایک زینہ پر لے جاتے ہیں۔

حضرت ابا جان نے اس رؤیا کے دیکھنے کے بعد اگلے یوم دفتر وصایا کی طرف رجوع کیا اور ان سے کہا کہ میرا حساب کر دیں اور مجھے سرٹیفکیٹ دے دیں۔ اس پر دفتر کے عملہ نے کہا کہ مولانا ایسی جلدی کیا ہے حساب کتاب ہو جائیگا۔ مگر حضرت ابا جان کو تو بلاوا آ چکا تھا ۱۰ بجے اپنے دفتر کے ایک ساتھی کو بھجوایا اور فرمایا کہ میں بحیثیت صدر مجلس کارپرداز آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آج ایک بجے تک میرا سرٹیفکیٹ مجھے مل جائے۔ چنانچہ دفتر نے فوری حساب کر کے سرٹیفکیٹ تیار کر دیا۔ ½۱ بجے خود تشریف لائے اور سب کو اپنا سرٹیفکیٹ دکھایا اور اپنے دفتر کے اکاؤنٹنٹ سے فرمایا میں نے خدا کا حساب چکا دیا ہے اب میری تنخواہ میں سے کچھ نہ کاٹا جائے"۔

الغرض اس مرد خدا کو خدا تعالیٰ نے قبل از وقت بتا دیا تھا کہ اس کا آخری وقت قریب ہے۔ آپ کی شہادت سے پہلے ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ اپنے تمام بچوں نواسے نواسیوں پوتے پوتیوں سے ملاقات کا خوب موقع ملا۔ اسی طرح اپنی نظارت کے آغاز میں جو درس القرآن کا دور شروع فرمایا تھا اس رمضان میں آخری سورتوں کا درس دے کر دورِ قرآن کریم بھی ختم کیا۔ ذیابیطس کی بیماری بھی آخری دنوں میں ساتھ چھوڑ گئی تھی اور آپ بالکل روبصحت ہو گئے تھے۔ بالآخر خدا تعالیٰ نے آپ کی شدید خواہش کہ "میں جس وقت زندگی کا آخری سانس لے رہا ہوں تو سلسلہ کی کوئی خدمت بجا لا رہا ہوں" بعینہٖ پورا فرمایا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کی خدمات کو جو خراج تحسین پیش فرمایا وہ اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ واقعی خدا سے راضی ہو گئے اور خدا آپ سے راضی ہو گیا حضور ایدہ اللہ نے خطبہ ثانیہ ۵ر اگست ۸۳ء میں ارشاد فرمایا:۔

"مرحوم نہایت فدائی اور سلسلہ کے خادم تھے۔ آپ ہندوستان کے چوٹی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جس نے اللہ کی خاطر دنیا کی عزت کو ٹھکرایا اور دین کی خدمت کی زندگی قبول کی۔ انکے والد نے ان ساری دنیاوی عزتوں کو تج کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دامن تھاما اور اللہ کی خاطر امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ چھوڑ کر غریبانہ زندگی اختیار کی۔ اسی رنگ میں رنگین ہو کر مولانا عبد المالک خان صاحب نے اپنی زندگی دین کی خاطر وقف کی اور اس وقف کے تقاضوں کو خوب نبھایا گرمی سردی یا کسی مشکل مصیبت میں بھی خدمت دین کا کوئی موقعہ کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ابھی کل ہی مجھے ملے اور اپنے اس سفر پر جانے کی اجازت مانگی اور خدمت دین کے ایک خاصے طویل سفر کا پروگرام پیش کیا۔ میں نے انہیں کہا آپ کی صحت کمزور ہے۔ آپ کا پاؤں زخمی ہے آپ شوگر کے مریض ہیں آپ اتنا سفر نہ کریں آپ کی صحت پر بوجھ ہوگا مولوی صاحب نے کہا حضور بوجھ کیسا؟ میں تو خدمت دین پر روانہ ہو کر اتنا خوش ہوتا ہوں کہ دل کھل اٹھتا ہے مجھے اجازت دیں کہ میں دینی سفر پر روانہ ہو جاؤں میں جتنا سفر کرتا ہوں طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے اس جذبہ کو قبول کیا اور اسی سفر کی حالت میں انہیں اپنے پاس بلا لیا"۔

بالآخر بخدمت دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجاہد کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے قدموں میں جگہ عطا فرما۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ولادت

مورخہ ۵؍۲۰ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کو خاکسار نے قبل از ولادت ہی وقف کر دیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس وقف کی قبولیت کے لئے دعا کرتے ہوئے نومولود کا نام محمود الرحمٰن فانی تجویز فرمایا ہے جو محترم عبید الرحمٰن فانی صاحب درویش مرحوم کا پوتا ہے۔ اعانت بدر میں مبلغ دس روپے ادا کرتے ہوئے خاکسار نومولود کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور نیک خادم دین بننے کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتا ہے۔ خاکسار محفوظ الرحمٰن فانی قادیان

درخواست دعا

مکرم عبد الحکیم صاحب گلبرگہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ ایک عرصہ دراز سے دل کی مریض ہیں۔ بتاریخ ۱۵ ۸۸ کو والدہ کے دل پر حملہ ہوا۔ انہیں دواخانہ میں شریک کیا گیا ہے۔ موصوفہ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محترم محمد ابراہیم صاحب غالب درویش مرحوم کی بیٹی عزیزہ طاہرہ لمبے عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہے۔ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

عزیزم سعید احمد سلمہ ابن مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش کو فروری میں دائیں طرف فالج ہو گیا تھا۔ اسکے بعد آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ دہلی میں عزیز کا برین کا اپریشن ہوا تھا صحت قدرے بہتر ہے۔ ○

صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۵/۶/۳۱ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD

PHONE :- 275475 } CALCUTTA-700073
RES. :- 273903

AUTHORISED JEEP JOBBERS PARTS

Lucas : TVS

AUTHORISED DISTRIBUTORS
AMBASSADOR - TREKKER
BEDFORD - CONTESSA

AUTHORISED DEALERS
PERKINS P3,P4,P6 P6/354

تار کا پتہ: "AUTOCENTRE"

ٹیلیفون نمبر: 29-5222 / 29-1652

ہر قسم کی گاڑیوں۔ پٹرول و ڈیزل کار، ٹرک، بس، جیپ اور مارو تی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS.

16-MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001

۱۶۔ مینگو لین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

ہر قسم کی نیکی کا سرچشمہ قرآن مجید میں ہے (ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

الخیر کلہ فی القرآن

THE JANTA PHONE - 275203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF - CARDBOARD

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE - PRINTERS

15, PRINCEP STREET- CALCUTTA - 700072

ہر قسم کی آواز دینا ہے ہمارا کام آج ۔ جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

رائچوری الیکٹریکلس والیکٹرک کنٹریکٹرز

RAICHURI ELECTRICALS,

(ELECTRIC CONTRACTORS)

TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCY

R - NO. 6 GROUND FLOOR OLD CHAKALA

OPP. CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)

BOMBAY - 400099

PHONE { OFFICE :- 6348179
RESI :- 623389

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر:۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ:۔

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر:۔ ۶۲۹۷۴۳

"اپنی خادمانہ نگاہوں کو ذکر الٰہی سے معمور کرو"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ)

آٹو ونگس

AUTOWINGS,

16, SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS 600004

PHONE { 76360
74250

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

(تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے)

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ:- کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سماکست جیون ڈریسز، مدینہ میدان روڈ، بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:- شیخ محمد یونس احمدی ۔ فون نمبر:- ۲۹۴

ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۴۳)

پیشکش:- گلوب ربڑ مینوفیکچررس ۳ بی راجہ راسبہاری کلکتہ ۷۰۰۰۴۳

فون:- 27-0441

گرام:- "GLOBEXPORT"

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس

انڈسٹریل روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

اکیپائر ریڈیو۔ ٹی وی ٹیپ اور گھڑیاں اور سلائی مشین سیل اور سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے"

(کشتی نوح)

پیشکش:-

ROYAL AGENCY

PRINTERS BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS

CANNANORE 670001 PHONE NO- 4493

HEAD OFFICE { P.O. PRYANGADI-670303 (KERALA) PHONE NO — 72

"چودھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

SAIRA Traders

WHOLE SALER DEALER IN HAWAI & P.V.C. CHAPPALS

SHOE MARKET

NAYAPUL HYDERABAD — 500002

PHONE No — 523864

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۲۲)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

پتہ:-

نمبر ۴-۲-۴۹، ۲۶ عقب کاچی گوڑہ ریلوے اسٹیشن حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش) فون نمبر ۴۲۹۱۶

ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے!

(الوصیت)

NTR ®

پیش کرتے ہیں:- آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ ہوائی چپل، نیز ربڑ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!